ہفت روزہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ختم نبوۃ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۲ شمارہ نمبر ۴

KHATME NUBUWWAT

(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

حشر کے دن گمراہوں کا عبرتناک انجام

بنیاد پرستی اور اسلام

اگر جرم ہے دین پر عمل کرنا

تو یہ جرم سو بار کرتے رہیں گے

کیا فرقہ واریت کا الزام اور حقائق

فرقہ واریت آج کی پیداوار ہے؟

فیصل آباد کے ایک جج کی

علماء کرام کے خلاف ہرزہ سرائی اور اس کا جواب

سادہ لوح مسلمانوں اور مذہب سے بیگانہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو

اپنے دام تزویر میں پھنسانے کیلئے قادیانیوں کی خفیہ مہم ۔ اداریہ

اٹھو ورنہ حشر نہیں ہوگا پھر کبھی — دوڑو زمانہ چال قیامت کی چل گیا

قادیانیوں کو پاکستان پر مسلّط کرنے کی بین الاقوامی سازش

کیا حکومت پاکستان بھی اس سازش میں شریک ہے؟ ایک لمحہ فکریہ!

- امریکہ، پاکستان میں قادیانیوں کے خلاف آئینی و قانونی اقدامات واپس لینے کے لئے دباؤ ڈال رہا ہے۔
- قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے لندن کے قادیانی اجتماع میں بھارتی ہائی کمشنر کو بلا کر اس کی موجودگی میں بھارت زندہ کے نعرے لگوائے۔
- قادیانی سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام نے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو سبوتاژ کرنے کے لئے پاکستان میں بین الاقوامی سائنس کانفرنس منعقد کرنے کا اعلان کر دیا۔
- حکومت پاکستان نے شناختی کارڈ میں مذہب کے خانہ کے اضافہ کے واضح فیصلہ کے اعلان کے بعد اس پر عملدرآمد روک دیا۔
- چار ممالک میں قادیانی سفیر مقرر کئے گئے، جن میں جاپان جیسا اہم ملک بھی شامل ہے۔
- لادین لابیاں آٹھویں ترمیم کے خاتمہ کے عنوان سے امتناع قادیانیت کے صدارتی آرڈی ننس اور دیگر اہم اسلامی اقدامات کو ختم کرانے کے لئے متحرک ہو گئیں۔
- جسٹس سعد سعود جان کو سپریم کورٹ کا چیف جسٹس مقرر کئے جانے کی افواہیں گرم ہیں جو مبینہ طور پر قادیانی ہیں۔
- قادیانیوں نے ڈش اینٹینا کے ذریعے بے خبر مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے بین الاقوامی نشریاتی مہم کا نیا جال پھیلا دیا۔

ان حالات میں آپ کی ذمہ داری کیا ہے؟

- سنجیدگی کے ساتھ سوچنے اور آخری فیصلہ کرنے سے قبل اپنے ضمیر سے استفسار کے ساتھ ساتھ تحفظ ختم نبوت کے لئے ملت اسلامیہ کی ایک صدی پر محیط طویل جدوجہد اور غیور مسلمانوں کی بے پناہ قربانیوں پر بھی ایک نظر ڈال لیجئے......!

ایسا نہ ہو کہ میدان حشر میں جناب ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں شرمساری اور رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔

خدانہ کرے — خدانہ کرے — خدانہ کرے

منجانب: کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت پاکستان حضوری باغ روڈ ملتان فون ۴۰۹۷۸

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوت

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

مُدیر مسئول **عبدالرحمٰن باوا**

جلد ۱۲ | ۶ تا ۱۲ محرم الحرام ۱۴۱۴ھ بمطابق ۲۵ جون تا یکم جولائی ۱۹۹۳ء | شمارہ : ۴

اس شمارے میں

۱: اداریہ	۵
۲: حشر کے دن گمراہوں کا عبرت ناک انجام	۷
۳: حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۹
۴: معروف اور منکر کا قرآنی تصور	۱۱
۵: دنیا پرستی اور اسلام	۱۲
۶: آپ کے مسائل اور ان کا حل	۱۳
۷: حق و انصاف کی اعلیٰ مثال	۱۵
۸: حمد	۱۶
۹: حضرت مولانا حاجی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۱۸
۱۰: ہماری شناخت اور عیسائی	۱۹
۱۱: تحریک ختم نبوت	۲۱
۱۲: فرقہ واریت کا الزام	۲۳

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہ
خانقاہ سراجیہ کندیاں شریف
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

نگران اعلیٰ

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

معاون مدیر

مولانا منظور احمد الحسینی

سرکولیشن منیجر

محمد انور

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب رحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 071-737-8199.

چندہ بیرون ملک

غیر ممالک سالانہ بذریعہ ائیر ڈاک ۳۵ ڈالر
چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت
الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۲۰۰۰ ۔ کراچی پاکستان ارسال کریں

چندہ اندرون ملک

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن باوا ـــ طابع: سید شاہد حسن ـــ مطبع: القادر پرنٹنگ پریس ـــ مقام اشاعت: ۱۰۳۵ بنوریہ ٹاؤن کراچی

نعت رسولؐ

بہزاد لکھنوی

دہر کے ہادی شاہ ہدا..... مالک کوثر صل علیٰ
وجہ بنائے الااللہ ختم پیمبر صل علیٰ

آپؐ سے بڑھ کر کوئی نہیں آپؐ سے بہتر کوئی نہیں
سب سے ہیں افضل اور برتر سب سے ہیں بہتر صل علیٰ

مظہر ذات رب علا مرکز چشم و فکر و رسا
پشت پناہ ہر دوسرا شافع محشر صل علیٰ

آپؐ کی ہے ہر سو تنویرؐ کیسا قمرؐ کیسا مہر منیر
آپؐ کی ہے تابانی سے دہر منور صل علیٰ

کون نہیں ممنون کرمؐ کس کی نہیں ہے گردن خم
صاحب لطف و وجود و سخا ساقی کوثر صل علیٰ

آپؐ ہیں نبیوں کے سرتاج آپؐ نے پائی ہے معراج
نوحؑ کے ہمدم کیا کہنا خضر کے رہبر صل علیٰ

طیبہ کی ہے حسرت بہزاد رہتا ہوں میں ہر دم ناشاد
رہتا ہے اکثر لب پہ درود کہتا ہوں اکثر صل علیٰ

نعت النبیؐ

قاری محمد اسحاق' حافظ سہارنپوری

دیدہ شوق ہیں حیران رسول عربیؐ
دو جہاں آپ پہ قربان رسول عربیؐ

آپؐ کے نور ضیا پاش جہاں میں ہر سو
ہر جگہ آپؐ کا فیضان رسول عربیؐ

اس کا ہر لفظ ہے اک شمع ہدایت ہم کو
آپؐ لائے ہیں جو قرآن رسول عربیؐ

دیکھ کر آپؐ کے انوار کی پیہم بارش
چشم عالم ہوئی حیران رسول عربیؐ

آپؐ کی راہ ہدایت سے بغاوت کرکے
ہے پریشان بہت انسان رسول عربیؐ

آپؐ کے حکم کے تابع ہو اگر یہ دنیا
مشکلیں ساری ہوں آسان رسول عربیؐ

بات تو جب ہے کہ توفیق عمل ہو ہم کو
کلمہ پڑھنا تو ہے آسان رسول عربیؐ

کوئی بھی کام نہیں اپنا مسلمانوں سا
نام کے ہم ہیں مسلمان رسول عربیؐ

دین کی راہ میں سر تن سے جدا ہو میرا
دین پہ جائے میری جان رسول عربیؐ

دین کی راہ میں کچھ بھی نہیں ہم کو پیارا
میری ہر چیز ہے قربان رسول عربیؐ

اس کو بھی ہو آپؐ کے روضہ کا دیدار نصیب
دل میں حافظ کے ہے ارمان رسول عربیؐ

سادہ لوح مسلمانوں اور مذہب سے بیگانہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے

قادیانیوں کی خفیہ مہم

جب سے ملک میں شناختی کارڈ کا مسئلہ اٹھا ہے اس وقت سے قادیانی بہت زیادہ سرگرم عمل ہوگئے ہیں۔ لیکن ظاہری طور پر نہیں بلکہ انتہائی خفیہ اور رازداری کے ساتھ...... انہوں نے بغیر نام اور پتے کے وزراء' سرکاری اہلکاروں' بڑے بڑے عہدوں پر فائز افسران' قومی و صوبائی اسمبلی کے ممبران کو خطوط لکھنے شروع کئے ہوئے ہیں۔ جن میں انہیں قادیانیت کو سمجھنے کی دعوت دی گئی ہے سب سے بڑا وار جو قادیانی کر رہے ہیں وہ یہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ۔

"بنی اسرائیل میں ۷۲ فرقے ہوگئے تھے میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جن میں صرف ایک ناجی (جنتی) باقی سب جہنمی ہوں گے۔"

صحابہؓ نے عرض کیا۔ "حضور ناجی کون کون لوگ ہوں گے۔" فرمایا "میرے اور میرے اصحاب کے طریق پر چلنے والے ہوں گے۔"

اتنا لکھنے کے بعد پھر لکھتے ہیں۔

"حضورؐ کی مندرجہ بالا پیشگوئی پوری ہوچکی ہے اور مسلمان ۷۳ فرقوں میں بٹ چکے ہیں اور ہر فرقہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ ہم سچے ہیں یعنی ہم ہی وہ ناجی فرقہ ہیں۔"

اس کے بعد یوں دعوت دی جاتی ہے!

"کیا آپ نے حضور کی اس حدیث کی روشنی میں تحقیق کی ہے۔ اگر نہیں تو اب ضرور کریں...... اگر آپ جماعت احمدیہ کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتے ہیں تو کسی قریبی احمدی سے رابطہ قائم کریں۔"

اس خط کے ساتھ قادیانی ایک ٹریکٹ بھی ارسال کرتے ہیں جس میں کمال فنی مہارت سے مدعی نبوت مرزا قادیانی کی صرف وہ عبارتیں اور اشعار اس کی مختلف کتابوں سے نقل کئے ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف کی گئی ہے۔ اس ٹریکٹ کے ذریعے فریب یہ دیا جاتا ہے کہ ہم (قادیانی) اور ہمارا امام (مرزا قادیانی)

۱۔ مسلمانوں ہی کا دین رکھتے ہیں۔ ہمارا کوئی الگ دین یا مذہب نہیں ہے۔

۲۔ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) تمام نبیوں کے سردار ہیں اور ہم ان کے غلام ہیں۔

مرزائیوں نے سادہ لوح مسلمانوں اور جدید تعلیم یافتہ طبقہ کو اپنے دام تزویر میں پھنسانے کے لئے اس ٹریکٹ میں مرزا قادیانی کی وہ تحریریں پیش کی ہیں جن میں حضورؐ کی تعریف یا تحسین کی گئی ہے۔ سادہ لوح مسلمان یا جدید تعلیم یافتہ طبقہ شاید اس سے دھوکہ کھا جائے لیکن جنہیں قادیانیت کی اصلیت کا پتہ ہے یا جو راسخ العقیدہ مسلمان ہیں وہ ان کے فریب میں ہرگز نہیں آسکتے' چاہے انہیں کتنے ہی خط لکھے جائیں اور کتنے ہی ٹریکٹ ارسال کردیئے جائیں۔ آیئے! قادیانی خط اور ٹریکٹ پر ایک اجمالی نظر ڈالیں۔

۱۔ جو خط مرزائیوں نے ارسال کیا ہے۔ جس کے اقتباسات ہم نے نقل کئے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث مبارکہ کو بنیاد بنا کر دھوکہ دینے کی کوشش کی گئی ہے۔ آنحضرتؐ کا فرمان سر آنکھوں پر...... لیکن حدیث پاک میں کسی زمانے کا تعین نہیں ہے۔ اس لئے فرقہ بندی آج نہیں ہوئی بلکہ شروع دن سے دشمنان اسلام نے سچے مذہب اسلام میں دراڑیں ڈالنے کی کوششیں کی ہیں اور وہ بار آور بھی ہوئیں۔ چنانچہ سبائی اور خارجی گروہ خلافت راشدہ کے دور میں ہی ظاہر ہوچکے تھے بعد میں معتزلین پیدا ہوئے۔

مرزا قادیانی کے بڑے بھائی اور بہن مسلیمہ کذاب' اسود عنسی' طلیحہ اسدی اور سجاح نے اپنی ظلی بروزی اور تابع نبوت کا راگ الاپنا شروع کردیا۔

ایک گروہ زکوٰۃ کا انکار کرکے مرتد ہو گیا۔ تو یہ گروہ بندی آج کی نہیں بلکہ شروع سے ہی چلی آرہی ہے اور جیسا کہ نبی صادق المصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ "فتنے اس طرح پیدا ہوں گے جس طرح تسبیح کا دھاگہ ٹوٹنے پر دانے گرنے لگتے ہیں۔" آپؐ نے یہ بھی فرمایا۔ "آدمی صبح کو مومن ہو گا تو شام کو کافر ہو جائے گا۔ شام کو مومن ہو گا تو صبح ہوتے ہی کفر کی آغوش میں چلا جائے گا۔" آج جب ہم قادیانیت سمیت نئے نئے پیدا ہونے والے فتنوں پر نظر ڈالتے ہیں تو بے ساختہ ہماری زبان پر جاری ہو جاتا ہے۔

صدق رسولہ النبی الکریم۔

جس طرح چور کبھی اپنے کو چور نہیں کہتا اسی طرح کوئی فرقہ اور کوئی فتنہ جب اٹھتا یا اٹھایا جاتا ہے تو وہ اپنے کو کبھی فتنہ یا فرقہ نہیں کہے گا بلکہ وہ یہی راگ الاپتا رہے گا۔

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دین
دل سے ہیں خدام ختم المرسلین

لیکن ان کا ایسا کہنا "چور مچائے شور" والی بات ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجی فرقہ کے کہا ہے دیکھنے کی بات یہی ہے چنانچہ جب ہم حضور پاکؐ کے پیش کردہ اصول کی کسوٹی پر قادیانیت کو پرکھتے ہیں تو اس میں حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے طریق و عمل کی کوئی بات نظر نہیں آتی ہر طرف دجل و فریب، مکاری و عیاری اور دغابازی نظر آتی ہے۔ اس سلسلہ میں کہنے کو تو بہت سی باتیں ہیں لیکن ہم حضورؐ اور صحابہ کرامؓ کے صرف ایک عمل کو سامنے رکھ کر قادیانیت پر غور کریں تو قادیانیت کی پوری عمارت دھڑام سے نیچے آرہے گی...... حضورؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ نے یہود و نصاریٰ کے ساتھ جہاد کیا لیکن قادیانی نہ صرف جہاد کے منکر ہیں بلکہ عیسائیوں کی اطاعت و فرمانبرداری کو اپنے مذہب کا اٹوٹ حصہ سمجھتے ہیں۔ جہاد کے بارے میں مرزا قادیانی کا مشہور شعر ہے۔

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال

جبکہ انگریز کی اطاعت و فرمانبرداری کے بارے میں مرزا قادیانی رقمطراز ہے۔

"میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی اور بدکار آدمی کا کام ہے۔ سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں۔ یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرے دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو (مرزا کے نزدیک امن یہ ہے کہ مرزا قادیانی نبوت کے دعوے اور حضور اکرمؐ کی گستاخی کے باوجود انگریز کی سرپرستی کی وجہ سے قتل سے محفوظ رہا۔ ورنہ انگریزوں نے برصغیر میں جو ظلم و ستم ڈھائے۔ قتل و غارت گری مچائی، قرآن پاک جلائے، مساجد اجاڑ دیں ان کو لکھنے سے قلم بھی عاجز ہے۔ ندیم) جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو۔ سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے۔"

(اشتہار گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ج۔ از قلم مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی نے ایک درخواست انگریز گورنر کو دی اس میں لکھا۔

"میں ابتدائے عمر سے اس وقت تک جو قریباً" ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں اپنی زبان اور قلم سے اس اہم کام میں مشغول ہوں تاکہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کے دور کروں...... میں نے نہ صرف اسی قدر کام کیا کہ برٹش گورنمنٹ آف انڈیا کے مسلمانوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی اطاعت کی طرف جھکایا بلکہ بہت سی کتابیں عربی اور فارسی اور اردو میں تالیف کرکے ممالک اسلامیہ کے لوگوں کو بھی مطلع کیا کہ ہم لوگ کیونکر امن و امان اور آرام و آزادی سے گورنمنٹ انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں زندگی بسر کر رہے ہیں اور ایسی کتابوں کے چھاپنے اور شائع کرنے میں ہزارہا روپیہ خرچ کیا گیا۔"

(مندرجہ تبلیغ رسالت ج ہفتم ص ۱۰)

ایسے بے شمار حوالہ جات پیش کئے جاسکتے ہیں جن میں مرزا قادیانی نے انگریز کی محبت اور اطاعت پر زور دیا ہے۔ ہم صرف دو حوالوں پر اکتفا کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ ہمارے نبی امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تو عمر بھر عیسائیوں، یہودیوں اور دوسری غیر مسلم طاقتوں سے جہاد کرتے رہے حتیٰ کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا الجہاد ماض الی یوم القیمتہ کہ جہاد قیامت تک جاری ہے اور یہ ٹٹ پونجیا خوشامدی انگریز کا ایجنٹ اور دلال ان کو خوش کرنے کے لئے جہاد کو حرام اور ان کی سچی محبت اور اطاعت کو فرض قرار دے رہا ہے۔ بتایئے! کیا یہ حضور پاکؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کا طریق ہے؟

پس معلوم ہوا کہ مذکورہ حدیث رسول اللہ کے مطابق مرزائی ٹولہ جہنمی ٹولوں میں سے ایک ٹولہ ہے۔ مذکورہ حدیث رسول اللہ میں فرقہ کا لفظ استعمال ہوا ہے اس وقت جتنے بھی خلاف اسلام گروہ موجود ہیں ان میں شاید ہی کوئی ہو جس کا بانی اپنی جماعت کو (جو اس کے ہاتھ پر بیعت کرتی یا فارم پر کرتی ہو) فرقہ کہتا ہو جبکہ مرزا قادیانی نے اپنی جماعت کو فرقہ کہا ہے جس سے یہ بات آفتاب نصف النہار کی طرح واضح ہو جاتی ہے کہ نبی مکرم ہادی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا بالکل سچ

فرمایا۔

لیجیے! مرزا قادیانی کے چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

"جو ہدایتیں اس فرقہ (مرزائی جماعت) کے لئے میں نے مرتب کی ہیں جن کو میں نے ہاتھ سے لکھ کر اور چھاپ کر ہر ایک مرید کو دیا ہے کہ ان کو اپنا دستور العمل رکھے۔"

(انگریز گورنر کے نام مرزا قادیانی کی درخواست سے اقتباس)

"یہ وہ فرقہ ہے جو فرقہ احمدیہ کے نام سے مشہور ہے اور پنجاب اور ہندوستان اور دیگر متفرق مقامات میں پھیلا ہوا ہے۔ یہی وہ فرقہ ہے جو دن رات کوشش کر رہا ہے کہ مسلمانوں کے خیالات سے جہاد کی بیہودہ رسم اٹھا دے۔"

(قادیانی رسالہ ریویو آف ریلیجنز ۱۹۰۲ء مرزا کی درخواست سے اقتباس)

"یہ کہ اس فرقہ میں تلوار کا جہاد بالکل نہیں اور نہ اس کی انتظار ہے بلکہ یہ مبارک فرقہ نہ ظاہر طور پر اور نہ پوشیدہ طور پر جہاد کی تعلیم کو ہرگز جائز نہیں سمجھتا۔"

(درخواست مرزا "تبلیغ رسالت ج ۷ حاشیہ ص ۱۸)

مذکورہ بالا حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے "فرقہ' فرقہ" کی رٹ لگائی ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جس پیشگوئی کا مرزائی خطوط میں ذکر کرتے ہیں اس میں بھی فرقہ ہی کا لفظ استعمال کیا گیا چونکہ پیشگوئی کے مطابق مرزا قادیانی کا بنایا ہوا "فرقہ" (جو اصل میں فتنہ ہے) ایک نیا فرقہ ہے جو حضورؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کے راستے سے بالکل الگ تھلگ ہے اس لئے یہ ان جہنمی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے جن کی پیشگوئی حضورؐ نے آج سے کم و بیش چودہ سو سال پہلے فرمائی تھی۔

۲۔ رہا اس ٹریکٹ کا مسئلہ جس میں مرزا قادیانی کی وہ تحریریں پیش کی گئی ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف ہے تو یہ بھی محض دھوکہ ہے اور اس پر یہ مثل صادق آتی ہے۔ "ہاتھی کے دانت کھانے کے اور دکھانے کے اور" کیونکہ مرزا قادیانی کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنا' اپنے کو خدا کے نوروں میں آخری نور یعنی آخری نبی قرار دینا' آپؐ کو پہلی رات کا چاند اور خود کو چودھویں رات کا چاند قرار دینا اور یہ لکھنا کہ میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبشر اور خود کا مبشر بننا اور یہ کہنا کہ میرے بارے میں تمام انبیاء حتیٰ کہ خود حضورؐ سے عہد لیا گیا' قرآن کریم کی آیات ہائے کریمہ ورفعنا لک ذکرک...... فما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین وغیرہم کا خود کو مصداق ٹھہرانا بلکہ صاف اور واضح طور پر یہ کہنا کہ آیت کریمہ محمد رسول اللہ والذین معہ میں خدا نے میرا نام محمد رکھا اور رسول بھی........ یہ تمام باتیں سراسر بغاوت اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھلی توہین اور گستاخی ہے۔

یہ موضوع خاصا تفصیل طلب ہے (کوشش کروں گا کہ اسے مضمون کی صورت میں پیش کروں' ندیم) اس وقت ہماری تمام مسلمانوں سے درخواست ہے کہ اگر انہیں مرزائیوں کی طرف سے کسی بھی قسم کا خط یا ٹریکٹ موصول ہو اور اس کے پڑھنے سے کسی قسم کا شیطانی وسوسہ پیدا ہو تو وہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قریبی دفتر یا مبلغ سے رابطہ قائم کریں۔

اصلاح امت

حشر کے دن گمراہوں کا

عبرتناک انجام

سب لوگ اللہ کے روبرو کھڑے ہونگے، اور کوئی اللہ کے عذاب سے نہ بچ سکے گا

از: عبدالواحد اعوان گکھڑوی

دنیا میں وہ بادشاہ' وہ سردار اور ایسے وہ حاکم لوگ جنہوں نے اپنے عہد امارت و حکومت میں اللہ تعالیٰ کے دین اس کے احکام اور اس کے اوامر و نواہی کی قطعاً کوئی پرواہ نہ کی۔ اپنے خود ساختہ دستور و آئین کے احکام و نواہی کو احکام و نواہی الٰہی کا درجہ دے کر اپنی عوام اور اپنی رعایا کو اپنے ایسے عبید و غلام بنائے رکھا کہ عوام و رعایا کا کوئی فرد ان کے ان خود ساختہ' وضع کردہ آئین و دستور کے کسی حکم و قانون کی کبھی نافرمانی اور سرتابی نہ کرے۔ دین الٰہی کی بجائے اپنے وضع کردہ دین کو مروج کرنے کرانے والے ایسے بادشاہوں' سرداروں حاکموں کا اپنے آپ کو رب بنانا یہی ہے اور ایسے بادشاہوں' حکمرانوں' سرداروں کے آئین و دستور کی اطاعت و تعمیل گویا کہ ان کو رب ماننا اور ان کو رب بنانا ہے۔

چنانچہ دنیا میں اللہ کے دین اسلام اور اس کی شریعت کی بجائے خود ساختہ دین مروج کرنے والے' دنیا میں من

مانیاں کرنے والے احکام الٰہی کی پرواہ نہ کرنے والے اللہ کے نافرمان' گمراہ' سرکش' بددین بادشاہوں' حکمرانوں" حاکموں' سرداروں کا اور ان کے ایسے خود ساختہ دینوں پر چلنے والے' ان کی اطاعت و تابعداری کرنے والے عوام و رعایا کا قیامت کے دن جو برا اور عبرت ناک انجام ہو گا۔ اس کی صراحت و وضاحت کے لئے ذیل میں قرآن مجید کے صرف تین مقام کی آیتیں ملاحظہ کیجئے۔

ترجمہ۔ "اور سب لوگ اللہ کے روبرو کھڑے ہوں گے پھر کمزور لوگ (اپنے بادشاہوں' حاکموں وغیرہ) بڑے آدمیوں سے کہیں گے۔ بے شک ہم تو تمہارے تابعدار تھے۔ تو کیا اللہ کے عذاب سے تم کچھ ہمارے کام آسکتے ہو؟ وہ (جواب میں) کہیں گے۔ اگر ہم کو (دنیا میں) اللہ ہدایت دیتا تو ہم تم کو راہ بتاتے۔ اب خواہ ہم روئیں چلائیں یا ہم صبر کریں (دونوں طرح) برابر ہے۔ (اب) ہم عذاب سے چھوٹ نہیں سکتے ہیں۔" (سورۃ ابراہیم)

ثابت ہوا کہ قیامت کے دن جب ساری مخلوق اللہ کے روبرو پیش ہو گی اور اللہ سے کوئی چیز مخفی نہ تھی اور نہ ہی اس دن اللہ سے کوئی چیز پوشیدہ ہو گی۔ تو اس دن عوام و رعایا اپنے بادشاہوں' حکمرانوں' اپنے آقاؤں' پیشواؤں اور اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں تمہارے ہی حکم بردار' اطاعت گزار اور تمہارے ہی خدمت گزار تھے' تم جو کچھ ہمیں حکم کرتے تھے ہم تم کو اچھے' محترم و مقدس' بڑے انسان سمجھ کر بلا سوچے سمجھے اس کی تعمیل کیا کرتے تھے۔ جن چیزوں سے تم ہم کو منع کیا کرتے تھے' اس کے ہم قریب بھی نہ جایا کرتے تھے۔ دنیا میں تم کو راضی اور خوش رکھنے کے لئے ہم کسی قسم کی کوئی کسر نہیں چھوڑا کرتے تھے۔ اب آج تم ہم سے اللہ تعالیٰ کا ذرا سا ہی عذاب دور کرا دو۔ جس طرح کہ تم نے دنیا میں ہم سے شفاعت و سفارش وغیرہ کے وعدے کر رکھے تھے اور تم ہم کو دنیا میں آخرت کی بہت اچھی امیدیں دلایا کرتے تھے۔ اس لئے آج ہم سے عذاب الٰہی کا کچھ حصہ ہی دور کرنے کرانے میں ہماری مدد کرو' تو وہ گمراہ بادشاہ و حکمران' گمراہ روساء و امراء و حکام اپنی عوام و رعایا اپنے مقتدیوں سے کہیں گے کہ اگر ہم راہ ہدایت پر ہوتے تو تم کو ہم کیوں گمراہی اور نافرمانی و سرکشی اور بے دینی کی راہوں پر چلاتے۔ اس لئے آج ہم اور تم دونوں (گروہ) کو عذاب الٰہی سے چھٹکارا نہ ہو گا۔ لہٰذا آج ہمارا تمہارا رونا چلانا' آہیں بھرنا' تاسف و افسوس کرنا یا صبر کرنا بالکل برابر ہے۔

حدیث کعب بن مالکؓ میں مرفوعاً" آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"آگ والے کہیں گے کہ آؤ ہم صبر کریں پھر وہ پانچ سو سال صبر کریں گے۔ پھر بھی جب وہ دیکھیں گے کہ اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو کہیں گے کہ آؤ بے قراری کریں۔ پھر پانچ سو سال تک وہ روئیں گے۔ جب دیکھیں گے کہ اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوا تب وہ کہیں گے **سواءعلینا اجزعنا ام صبرنا مالنامن محیص** خواہ صبر کریں یا روئیں چلائیں سب برابر ہے۔ ہم عذاب سے (اب آج) چھوٹ نہیں سکتے ہیں۔" (طبرانی' ابن ابی حاتم' فتح' ابن کثیر)

ترجمہ۔ "(اس دن کو یاد کرو) جس دن (گمراہ رعایا و متبعین) کے منہ آگ میں الٹ پلٹ کئے جائیں گے۔ وہ (اس وقت) کہیں گے۔ اب کاش! ہم نے (دنیا میں) اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور رسول کی اطاعت کی ہوتی اور وہ (یہ بھی) کہیں گے۔ اے ہمارے رب ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے بڑوں کا کہا مانا اور انہوں نے ہم کو (حق کی) راہ سے گمراہ کیا۔ اب ہمارے رب (آج) تو ان کو دوگنا عذاب دے اور ان پر بڑی (سے بڑی) لعنت کر۔" (سورۃ احزاب)

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ترجمہ۔ "تین آدمی ایسے ہیں کہ ان سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان کو پاک کرے گا اور ایک روایت میں ہے اور نہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف (نظر رحمت سے) دیکھے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (۱) بوڑھا زانی (۲) جھوٹا بادشاہ (۳) فریب تکبر کرنے والا۔"

(صحیح مسلم بحوالہ مشکوۃ ج ۳/ کتاب الاداب' باب الغضب والکبر' فصل اول)

ترجمہ۔ "اور جس دن ظالم (گنہگار) اپنے ہاتھوں کو کاٹ کاٹ کھائے گا۔ کہے گا اے کاش! کہ میں نے (دنیا میں) رسول کے ساتھ راستہ پکڑا ہوتا۔ اے میری خرابی۔ کاش کہ میں نے فلاں کو دوست نہ بنایا ہوتا۔ اس (میرے دوست) نے تو مجھ کو نصیحت سے بہکا دیا۔ بعد اس کے کہ جب وہ (نصیحت) میرے پاس پہنچی اور شیطان تو آدمی کو وقت پر دغا ہی دینے والا ہے اور رسول (قیامت کے دن) کہے گا اے میرے رب میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑنے کے قابل ٹھہرا لیا۔" (الفرقان)

ان آیتوں کا شان نزول مفسرین نے عقبہ بن ابی معیط سے متعلق قرار دیا ہے۔ عقبہ بن ابی معیط' ابی بن خلف کا دوست تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تبلیغ سے مسلمان ہو گیا۔ لیکن مسلمان ہو جانے کے بعد پھر ابی بن خلف کی دوستی میں آکر اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا۔ آخر الذکر آیت میں عقبہ بن ابی معیط کے اخروی انجام کا ذکر کیا گیا کہ روز قیامت اس کو انتہا درجہ کی حسرت و ندامت ہو گی۔ اس حسرت میں وہ اپنے ہاتھوں کو چبائے گا۔

اگرچہ یہ آخری آیت عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی ہے لیکن معنوی وسعت کے پیش نظر اس طرح کا ہر ظالم قیامت کے دن پچھتائے گا۔ اپنے ہاتھ چبائے گا۔ آہ و زاری کرتے ہوئے کہے گا کہ کاش میں اپنے نبیؐ کا تابعدار' اطاعت گزار رہتا۔ نبی معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اپنے یار دوست' قوم برادری کا کہنا مان کر گمراہ نہ ہوتا تو بہت اچھا ہوتا۔

ابن مسعودؓ سے روایت ہے۔

"ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے اللہ کے رسول اس آدمی کے متعلق آپ کا کیا فرمان ہے جو کسی قوم سے محبت رکھتا ہے لیکن ان تک نہیں پہنچ سکا۔ آپؐ نے فرمایا **المرء مع من احب** آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اسے محبت ہے۔" (بخاری و مسلم)

حضرت انسؓ کی مطول روایت کا آخری حصہ یوں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"**انت مع من احببت و لک ما احتسبت** تو اس شخص کے ساتھ ہو گا جس سے تو محبت کرے گا اور تیرے لئے ثواب ہے جس کی تو نیت کرے گا۔" (بیہقی' شعب الایمان)

ترمذی کی ایک روایت میں ہے۔

"**المرء مع من احب و لہ ما اکتسب** آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس کے ساتھ اس نے محبت کی اور اس کے لئے اجر ہے جس کی اس نے نیت کی۔"

(بحوالہ مشکوۃ ج ۳ کتاب الاداب' باب **الحب فی اللہ و من اللہ**' فصل دوم)

ابو سعیدؓ سے روایت ہے۔ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ فرماتے تھے۔

"**لا تصاحب الا مومنا" و لا یاکل طعامک الا تقی** تو مومن کے سوا کسی کے ساتھ دوستی نہ رکھ اور تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیز گار انسان۔" (ترمذی' ابو داؤد' دارمی)

ترجمہ۔ "اور جب (گمراہ حاکم و محکوم) آپس میں (قیامت کے دن) آگ میں جھگڑیں گے تو کمزور لوگ تکبر کرنے والوں کو کہیں گے کہ ہم تو تمہارے تابعدار تھے۔ سو تم (اب) آگ کا کچھ حصہ ہم پر سے دور کرو گے؟ وہ تکبر کرنے والے کہیں گے۔ بے شک ہم (اور تم) سب ہی اس (جہنم کی آگ) میں پڑے ہوئے ہیں۔ بے شک اللہ (اس کا) اپنے بندوں میں فیصلہ کر چکا ہے۔" (سورۃ مومن)

ثابت ہوا کہ قیامت کے دن دنیا کے گمراہ' اللہ کے نافرمان بادشاہوں' حکمرانوں' امیروں' رئیسوں' گمراہ سرداروں' حاکموں اور ان کی گمراہ رعایا و عوام کے درمیان آپس میں لڑائی جھگڑے ہوں گے۔ وہ ایک دوسرے پر اپنی گمراہی' اپنی جہالت و ضلالت کے طعن و تشنیع کریں گے۔ جاہل' انجان دین سے نا آشنا گمراہ عوام و رعایا اپنے حکمرانوں' سربراہوں' اپنے آقاؤں' مقتداؤں کو اپنی گمراہی اور جہالت و ضلالت کے ملزم و مجرم قرار دیں گے اور ان کے حق میں ان کو دوگنا عذاب دینے کے لئے اللہ تعالیٰ سے درخواست و استدعا کریں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے گمراہ حاکم و محکوم ان کا دم بھرنے والے عوام و رعایا دونوں کو جہنم کا عذاب دیا جائے گا۔ ●

تابناک کردار کی ادنیٰ سی جھلک

سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وہ زہد و تقویٰ، عدل و انصاف میں یگانہ اور صبر و قناعت میں فرزانہ تھے

تحریر: محمد عبدالمعبود راولپنڈی

خلیفہ راشد امیرالمومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد خلافت تاریخ ساز اور عہد آفرین تھا۔ ان کے ارکان دولت اور عمال زہد و تقویٰ کے ساتھ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار اور فکر آخرت کے غم خوار تھے۔ وہ عدل و انصاف میں یگانہ اور زہد و قناعت میں فرزانہ تھے اور یہ اوصاف حمیدہ اور اخلاق رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف و اخلاق کا عکس جمیل تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا عمل امت کے لئے مشعل راہ اور کامرانی کا زینہ تھا۔ اس وقت قارئین کی خدمت میں سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تابناک کردار کی ادنیٰ سی جھلک پیش کی جاتی ہے۔

امیرالمومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قلمرو میں "علاقہ حمص" کے باشندے اپنے گورنر کے خلاف دربار خلافت میں شکایات کرنے کے عادی بن چکے تھے۔ جو بھی گورنر وہاں تعینات کیا جاتا اس پر اعتراضات کی بھرمار کرکے اس کے دامن عصمت کو تار تار کردیتے اور عیب جوئی کی اذیت ناک سم سے اس کی زندگی اجیرن بنا دیتے اور دربار خلافت میں پرزور مطالبہ کیا جاتا کہ اسے فی الفور تبدیل کرکے کوئی بہتر شخص مقرر کیا جائے۔ ان کی یہ روش سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے بھی سوہان روح بنی ہوئی تھی۔ آخر الامر امیرالمومنین نے یہ عزم کرلیا کہ اب ایسا گورنر مقرر کروں گا جس کا کردار مثالی ہوگا اور باشندگان حمص کو انگشت نمائی کا موقع ہی نہ ملے گا۔

چنانچہ اس منصب رفیع کے لئے امیرالمومنین کی نظر انتخاب سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر پڑی۔ لیکن موصوف اس وقت جہاد کا مقدس فریضہ انتہائی جانفشانی سے دینے میں مصروف تھے۔ بلاد شام میں لشکر اسلام کے سپہ سالار کی حیثیت سے شہروں کو آزاد کرکے اسلام کے زیر نگیں کرتے، مستحکم و محفوظ قلعوں کو فتح کرتے، قبائل کو زیر فرماں کرتے اور مفتوح علاقوں میں مساجد بناتے ہوئے برق رفتاری سے پیش قدمی کررہے تھے۔ اس خوش آئند اور حوصلہ افزا کامرانی کے باوجود امیرالمومنین نے ایک سرکاری حکم نامہ کے ذریعے انہیں حمص کا گورنر مقرر کرتے ہوئے لکھا کہ میرا یہ خط ملتے ہی آپ حمص روانہ ہوجائیں اور وہاں پہنچ کر بحیثیت گورنر اپنے فرائض سرانجام دیں۔

سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلیفہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کردیا اور بلا توقف حمص روانہ ہوگئے۔ وہاں پہنچتے ہی لوگوں کو نماز کے لئے جمع کیا، نماز سے فارغ ہوکر ان سے خطاب کیا۔

حمد و ثنا اور درود و سلام کے بعد فرمایا۔

"لوگو! اسلام ایک ناقابل تسخیر قلعہ اور ایک مضبوط دروازہ کی مانند ہے۔ فی الحقیقت اسلام کا قلعہ عدل و انصاف اور اس کا دروازہ حق و صداقت کا پیغام ہے۔

سن لیجئے! اسلام کا قلعہ اس وقت ناقابل تسخیر رہے گا۔

> **حضرت عمیرؓ احتیاجی کے باوجود اپنی ضرورتوں پر دوسروں کی ضرورتوں کو ترجیح دیتے تھے**

جب تک تمہارا سلطان طاقتور رہے گا۔ لاریب سلطان کی طاقت قتل غارت گری میں نہیں بلکہ اس کی طاقت و سطوت کا راز عدل و انصاف اور حق و صداقت اختیار کرنے میں ہے۔ پھر آپ خطبے میں پیش کردہ دستور العمل کا نافذ کرنے میں ہمہ تن مصروف ہوگئے۔"

سیدنا عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حمص میں گورنری کی حیثیت سے ایک سال کا عرصہ گزار دیا مگر نہ تو دربار خلافت میں اپنی کارگزاری کی کوئی اطلاع دی اور نہ ہی بیت المال کے لئے رقم بھیجی۔ اس صورت حال سے امیرالمومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل میں شکوک و شبہات پیدا ہوئے کیونکہ آپ کو گورنروں سے متعلق بہت اندیشہ تھا کہ کہیں عہدہ و منصب اور مال متاع کے فتنہ میں مبتلا نہ ہوجائیں چنانچہ اپنے سیکریٹری سے کہا کہ عمیر بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خط لکھیں کہ جونہی میرا خط ملے فوراً میرے پاس آجاؤ اور بیت المال کے لئے جو کچھ اب تک وصول کیا ہے وہ سارا مال بھی ساتھ لے آئیں۔

سیدنا عمیر بن سعدؓ خط ملتے ہی ایک تھیلا میں کچھ زاد راہ لیا اور وضو کے لئے ایک عدد برتن ڈالا اور اپنی کلہاڑی ہاتھ میں لے کر حمص کی گورنری کو خیرباد کہہ کر کشاں کشاں سوئے مدینہ چل دیئے۔ اب دربار خلافت میں اس حال میں پیش ہوئے کہ رنگ سیاہی مائل، جسم نہایت لاغر و نحیف، سر اور داڑھی کے بال بڑھ چکے تھے۔ سفر کی مشکلات کے آثار آپ کے چہرہ اور جسم پر نمایاں تھے۔

امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حالت زار دیکھ کر ششدر رہ گئے اور حیرت سے پوچھا عمیر تجھے کیا ہوا؟

عرض کی۔ امیرالمومنین مجھے کچھ نہیں ہوا۔ الحمدللہ بالکل ٹھیک ہوں۔ میں آج آپ کے پاس اپنی ساری دنیا اٹھالایا ہوں۔

"تمہارا بینک بیلنس کتنا ہے اور تم نے ذخیرہ اندوزی کتنی کی ہے؟" امیرالمومنین دریافت کرتے ہیں۔

"میرا مال و متاع سیم و زر اور ساری دنیا اس تھیلے میں بند ہے اور زادراہ ایک پیالے پر مشتمل ہے۔" حضرت عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواباً عرض کیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا۔ "کیا آپ حمص سے پیدل چل کر آئے ہیں؟"

عرض کی۔ "جی ہاں۔ یا امیرالمومنین۔"

فرمایا۔ "اتنے بڑے اور ذی وقار منصب کے باوجود آپ کو سواری بھی نہ فراہم کی گئی جس پر سوار ہوکر یہاں آتے۔"

عرض پرداز ہوئے۔ "نہ تو حمص کے باشندوں نے کوئی سواری دی اور نہ ہی میں نے ان سے طلب کی۔"

امیرالمومنین نے دریافت فرمایا۔ "بیت المال کے لئے مال کیوں نہیں ہمراہ لائے۔"

عرض کی۔ "جب میں حمص پہنچا تھا تو وہاں کے صلحاء و اتقیاء پر ایک کمیٹی بنادی تھی جو زکوٰۃ صدقات جمع کرتے اور ان ہی کے مشورے سے مستحقین میں تقسیم کردیتا تھا۔"

زہد و تقویٰ اور قناعت کی محیرالعقول کیفیت سن کر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے سیکریٹری

سے کہا کہ عمیرؓ کے لئے حمص کی گورنری کی تجدید کردیں تاکہ یہ وہاں جاکر اس منصب رفیع کو دوبارہ سنبھال لیں۔

لیکن حضرت عمیرؓ اب اس کے لئے بالکل تیار نہ تھے۔ عرض کی کہ میں یہ منصب ہرگز نہیں چاہتا۔ مجھے معاف کیجئے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آج کے بعد نہ تو آپ کے کہنے پر اور نہ ہی آپ کے بعد کسی کے کہنے پر یہ منصب سنبھالوں گا۔ حمص کی گورنری کی بجائے مدینۃ الرسول کے قریب ایک بستی میں بمع اہل و عیال رہائش کی اجازت طلب کی۔ جسے شرف قبولیت سے نوازا گیا۔

سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس بستی میں آباد ہوئے ابھی زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ امیرالمومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کے حالات سے آگاہی حاصل کرنے کی غرض سے اپنے معتمد ساتھی حضرت حارث کو حکم دیا کہ حضرت عمیر بن سعد کے پاس مہمان بن کر جاؤ اگر وہاں سیم و زر اور مال و دولت کی چہل پہل دیکھو تو فوراً واپس آجانا اگر انہیں تنگ دستی و افلاس میں پانا تو دیناروں کی یہ تھیلی نذرانہ پیش کردینا۔

حضرت حارث حسب فرمان امیرالمومنینؓ شتابی میں سیدنا عمیرؓ کے گاؤں پہنچے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ انہوں نے خندہ پیشانی سے عرض سے سلام کا جواب دیا۔ دریافت کیا آپ کہاں سے تشریف لائے ہیں۔ حضرت حارث نے بتایا میں مدینہ منورہ سے حاضر ہوا ہوں۔

عمیرؓ۔ "باشندگان مدینہ کا کیا حال ہے؟"

حارث۔ "سب خیریت سے ہیں۔"

عمیرؓ۔ "امیرالمومنین کیسے ہیں؟"

حارث۔ "بالکل ٹھیک ہیں۔"

عمیرؓ۔ "کیا آج وہ شرعی حدود نافذ نہیں کرتے؟"

حارث۔ "کیوں نہیں حال ہی میں انہوں نے اپنے بیٹے کو عبرت ناک سزا دی جس سے اس کی موت واقع ہوگئی۔"

یہ سن کر آپ نے دعا کے لئے ہاتھ بلند کئے اور کہا۔

"الٰہی! عمرؓ کی مدد فرما۔ الٰہی! میں جانتا ہوں اسے تیرے ساتھ اور تیرے دین کے ساتھ والہانہ محبت ہے۔" جناب حارث تین دن سیدنا عمیرؓ کے ہاں قیام پذیر رہے۔

ہر روز ان کی تواضع کے لئے صرف جو کی ایک روٹی پیش کی جاتی۔ جب تیسرا دن گزرا تو ایک شخص نے جناب حارث سے کہا آپ نے تو حضرت عمیرؓ اور ان کے اہل خانہ کے لئے بہت سی مشکلات پیدا کردی ہیں۔ ان کے پاس تو صرف یہی ایک روٹی ہوتی ہے جو تمہیں کھلا دیتے ہیں۔ جبکہ خود بھوک کے مارے نڈھال ہو رہے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ آپ ان کے ہاں قیام کرنے کے بجائے میرے ہاں تشریف لے چلیں۔

یہ اندوہ گیں داستان سن کر جناب حارث نے دیناروں کی تھیلی سیدنا عمیرؓ کی خدمت میں پیش کردی۔ موصوف نے پوچھا یہ کیا ہے؟ جواب دیا امیرالمومنین نے آپ کے لئے کچھ رقم بھیجی ہے۔

آپ نے ارشاد فرمایا۔ یہ واپس لے جائیں۔ امیرالمومنین کی خدمت میں میرا مودبانہ سلام پیش کریں اور عرض کریں کہ عمیرؓ کو اس رقم کی کوئی ضرورت نہیں۔

حضرت عمیرؓ کی بیوی یہ باتیں سن رہی تھی۔ اس نے کہا یہ رقم رکھ لیجئے۔ اگر آپ کو ضرورت پیش آئی تو خرچ کرلینا ورنہ محتاجوں میں تقسیم کردینا۔ جناب حارث وہ تھیلی آپ کے سامنے رکھ کر چلتے بنے۔ مگر سیدنا عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسی رات تمام رقم حاجت مندوں اور شہداء کے بچوں میں تقسیم کردی۔ ادھر جناب حارث امیرالمومنین کی خدمت میں پہنچے تو آپ نے دریافت فرمایا۔ وہاں کیا منظر دیکھا۔ عرض کی امیرالمومنین افلاس اور تنگدستی کا راج دیکھا۔

امیرالمومنین۔ "تم اسے دینار دے آئے ہو۔"

عرض کی۔ "جی ہاں۔"

امیرالمومنین۔ "انہوں نے وہ دینار کیا کئے۔"

عرض کی۔ "مجھے اس کا علم نہیں۔ البتہ مجھے غالب امید ہے کہ انہوں نے ایک درہم بھی اپنی ذات کے لئے نہیں رکھا ہوگا۔

یہ روداد سن کر امیرالمومنین نے حضرت عمیرؓ کو خط لکھا کہ فوراً مدینہ پہنچو اور مجھے ملو۔ شاہی فرمان وصول ہوتے ہی حضرت عمیرؓ دربار خلافت میں حاضر ہوگئے۔ امیرالمومنین نے انہیں خوش آمدید کہا اور نہایت احترام کے ساتھ اپنے پاس بٹھایا پھر محبت بھرے انداز میں پوچھا۔ عمیر جو دینار میں نے بھیجے تھے انہیں آپ نے کہاں صرف کیا؟

آپ نے جواباً فرمایا۔ "امیرالمومنین مجھے دینار دے دینے کے بعد آپ ان کے متعلق کیوں پوچھتے ہیں؟" امیرالمومنین نے فرمایا۔ "میری دلی تمنا ہے کہ میں حقیقت حال معلوم کروں۔ برائے مہربانی آپ ضرور بتائیں۔" آپ نے فرمایا۔ "وہ میں نے جمع کرلئے ہیں تاکہ اس دن کام آئیں۔ جس دن مال اور اولاد کام نہ آسکیں گے۔" یہ سن کر امیرالمومنین کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔

ارشاد فرمایا۔ "میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ان بندگان خدا میں سے ہیں جو احتیاجی کے باوجود دوسروں کی ضرورت کو اپنی ذات پر ترجیح دیتے ہیں۔" پھر آپ نے حکم فرمایا کہ۔ "ان کے لئے اناج اور کپڑوں کا جوڑا فوراً تیار کیا جائے۔"

حضرت عمیرؓ نے فرمایا۔ "مجھے اناج کی ضرورت نہیں۔ میں اہل خانہ کے لئے تھوڑے سے جو چھوڑ آیا ہوں۔ جب وہ ختم ہوجائیں گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں اور رزق عطا فرمائیں گے۔ البتہ کپڑوں کا جوڑا میں اپنی اہلیہ کے لئے لے جاتا ہوں۔ کیونکہ اس کا لباس بہت بوسیدہ ہوچکا ہے۔"

ARFI JEWELLERS عارفی جیولرز
FOR CREATION OF ATTRACTIVE
JEWELLERY PH 6645236
ممتاز زیورات ـ منفرد ڈیزائن
A Perfect Setting for a perfect Woman
Where trust is a Tradition.
ARFI JEWELLERS
34-MUHAMMADI SHOPING CENTRE
BLOCK G-HAIDRY NORTH NAZIMABAD KARACHI PAKISTAN

معروف اور منکر کا قرآنی تصوّر

معروف و منکر کا تعلق زندگی کے ایک گوشے سے نہیں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں سے ہے

قرآن کیمطابق امت مسلمہ کا مقصد وجود وہی ہے جو رسولوں کا ہے اسلئے امت کا کام بھی یہی ہے کہ معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے۔

از: پروفیسر احسان اللہ فہد، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

امر بالمعروف و نہی عن المنکر قرآن و حدیث کی ایک اصطلاح ہے' اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں اور ان کے متبعین سے جو کام لینا چاہتا ہے اس کے لئے قرآن و حدیث میں بہت سی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں جیسے دعوت الی اللہ' انذار و تبشیر' شہادت علی الناس' اصلاح و نصیحت' جہاد فی سبیل اللہ' اقامت دین' اظہار دین' اعلاء کلمۃ اللہ' تواصی بالحق' تعاون علی البر و التقوی وغیرہ' ان میں سے ایک اصطلاح امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی بھی ہے' یہ دراصل اس انقلابی کام کا عنوان ہے جو خدائے تعالیٰ امت مسلمہ سے لینا چاہتا ہے اسے سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے چند اہم نکات کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔

ا۔ قرآن نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اصطلاح پیغمبروں کے فرض منصبی کے لئے استعمال کی ہے اور پیغمبروں کا اصل مشن انسانوں کو خدا کی بندگی کی طرف دعوت دینا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ انسان زندگی کے ہر معاملے میں خدا کے سامنے جھک جائے' ان کی کوشش ہوتی تھی کہ انسان پوری طرح خدا کا غلام بن جائے اور اپنے عقائد و نظریات میں بندگی کے آداب میں اخلاق و معاملات میں' تہذیب و معاشرت میں' طرز حکومت سیاست میں غرض ہر کام میں اس کے احکام کا تابع ہو جائے' پیغمبروں کی اسی کوشش کو امر بالمعروف و نہی المنکر کہا جاتا ہے' اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ معروف و منکر کا تعلق زندگی کے ایک گوشے سے نہیں بلکہ زندگی کے تمام گوشوں سے ہے۔

۲۔ قرآن کے مطابق امت مسلمہ کا مقصد وجود وہی ہے جو رسولوں کا ہے' اس لئے امت مسلمہ کا بھی کام یہی ہے کہ معروف کا حکم دے اور منکر سے روکے' اسی وجہ سے امت مسلمہ کو خیر امت کے لقب سے سرفراز کیا گیا ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مطلب محض مصلح اخلاص نہیں بنتا ہے بلکہ زندگی کے ہر میدان میں اصلاح کا کام انجام دینا ہے تب ہی امت مسلمہ کا کام پیغمبروں کا کام ہوگا اور اس کی حیثیت ایک ممتاز گروہ کی ہوگی اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو خیر امت کے لقب سے اس لئے سرفراز فرمایا ہے کہ وہ دنیا میں خدا کے پورے دین کو قائم و غالب کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے۔

۳۔ قرآن نے سورۃ آل عمران میں امت مسلمہ کو دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایک ساتھ حکم دیا ہے ان دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دعوت الی الخیر کی تشریح ہے دعوت الی الخیر کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کو خدا کے پورے دین اور اس کی پوری شریعت کی طرف دعوت دی جائے مفسرین کا خیال ہے کہ اسی بات کو مثبت اور منفی دونوں پہلوؤں سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے اندر بیان کیا گیا ہے چنانچہ امام رازیؒ فرماتے ہیں۔ "دعوت الی الخیر ایک جنس ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں ایک یہ کہ ان کاموں کے کرنے کی ترغیب دی جائے جو مطلوب ہیں اسی کا نام امر بالمعروف ہے دوسری یہ کہ ان چیزوں کے چھوڑنے کی ترغیب دی جائے جو نا مطلوب ہیں اسی کو نہی عن المنکر کہا جاتا ہے۔"

خدا کا قانون معروف ہے اور جو قانون خدا واحد کے قانون سے ٹکرائے وہ منکر ہے انسان قانون کا محتاج ہے انسان نہ تو شخصی زندگی میں قانون سے بے نیاز رہ سکتا ہے ورنہ جماعتی زندگی میں لیکن انسان کے لئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ خود سے قانون بنالے اور اس پر عمل شروع کردے قانون بنانے کا حق صرف خدا کو حاصل ہے اور جو شخص خدا کو قانون ساز مان لیتا ہے اس کی زندگی معروف کے تابع ہو جاتی ہے اس کے برخلاف اگر وہ خدا کو قانون ساز ماننے سے انکار کردے تو اس کے سامنے صرف دو ہی صورتیں رہ جاتی ہیں یا تو وہ اپنے خواہش اور عقل کی اتباع کرے یا اپنے ہی جیسے کسی گروہ یا فرد کی غلامی قبول کرلے۔ یہ دونوں صورتیں اس کے لئے تباہ کن ہیں اور ان دونوں صورتوں میں اس کی زندگی منکر کے تابع ہوگی خلاصہ یہ ہے کہ خدا کا بنایا ہوا قانون معروف ہے اور جو اس کی اتباع کرے گا وہ معروف کے راستہ پر چلے گا اور جو قانون خدا کے قانون سے ٹکرائے گا وہ منکر ہے اور جو خدا کے قانون کی خلاف ورزی کرے گا وہ منکر کا اتباع کرے گا۔

معروف کے لفظ میں جاننے' پہچاننے اور پسند کرنے کا اور منکر کے لفظ میں نہ جاننے ناپسند کرنے کا مفہوم پایا جاتا ہے' اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جس چیز سے انسان آشناء اور مانوس ہو یا جو عمل کسی جماعت کے درمیان متعارف اور پسندیدہ ہو وہ معروف ہے اور جس چیز سے کوئی فرد یا جماعت ناواقف ہو وہ منکر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ کام جو لوگوں میں شہرت پا جائے اور اس کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا جانے لگے تو وہ اس وقت معروف ہوگا جب کہ وہ قرآن و حدیث کے نزدیک بھی معروف ہو' اسی طرح سے کسی چیز کا نہ جاننا اور نہ پسند کرنا رواج عام میں اس کا غیر مشہور اور غیر پسندیدہ ہونا اس کو اس وقت تک منکر نہیں بنائے گا جب تک کہ شریعت اس کو منکر نہ کہہ دے' چنانچہ علامہ عبدالقادر عودہ شہید رقمطراز ہیں امر بالمعروف میں ہر وہ عمل شامل ہے جس کا کرنا شریعت نے واجب یا پسندیدہ قرار دیا ہو جیسے نماز' روزہ' حج' توحید وغیرہ نہی عن المنکر میں ان تمام اعمال و عقائد سے منع کرنا شامل ہے جو شریعت کے مخالف ہوں' اس میں تثلیث کے عقیدے سے' اور اس عقیدے سے کہ حضرت مسیح علیہ

اسلام کو سولی دی گئی یا ان کو قتل کیا گیا منع کرنا شامل ہے اسی طرح اس میں رہبانیت' شراب نوشی' سور کے گوشت کے کھانے اور ایسی تمام چیزوں سے منع کرنا بھی داخل ہے جن میں اسلامی شریعت دوسرے مذاہب کے مخالف ہے۔ علامہ عودہ شہید کی اس تصریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ معروف و منکر ایسے الفاظ نہیں ہیں کہ آدمی اس کا اطلاق جس چیز پر چاہے کردے' کسی چیز کے بارے میں معروف و منکر ہونے کا فیصلہ کرنا انسان کا کام نہیں بلکہ خدا کا کام ہے ور خدا کی شریعت ہی بتا سکتی ہے کہ کون سی چیز معروف ہے اور کون سی چیز منکر ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر دعوتی اور تربیتی کام ہے اور یہ دونوں کام فطری ترتیب کے ساتھ انجام پاتے ہیں سب سے پہلے دعوت دین کا فریضہ انجام دیا جاتا ہے اور اس دعوت کے نتیجے میں جو لوگ انسانوں کی غلامی چھوڑ کر اللہ کی غلامی اختیار کر لیتے ہیں ان کی تنظیم اور تربیت کی جاتی ہے تنظیم و تربیت پر دعوت کی کامیابی اور ناکامی کا انحصار ہے اگر تنظیم مضبوط اور تربیت صحیح ہے تو دعوت کامیاب ہو گی ورنہ دعوت کی ناکامی یقینی ہے اسی وجہ سے دعوت و تبلیغ اور تنظیم و تربیت کے درمیان بہت گہرا رابطہ ہے ہمارے مفسرین کے نزدیک امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں ایمان و اسلام کی دعوت غیر اللہ کی بندگی کی مخالفت' کفر و شرک کی تردید' جہاد فی سبیل اللہ وغیرہ شامل ہیں اور حدود و تعزیرات کا قیام' انفاق فی سبیل اللہ' اتباع سنت اور اجتناب بدعت کی تلقین بھی داخل ہے ان میں سے پہلے کا تعلق دعوت اور دوسرے کا تعلق تنظیم و تربیت سے ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شہادت علی الناس کا مفہوم بھی شامل ہے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ **وکذالک جعلنا کم امتہ وسطا لتکونوا شھدا علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا** (اور اسی طرح ہم نے تم کو امت وسط بنایا تاکہ تم لوگوں کو بتانے والے بن جاؤ اور رسول تم کو بتانے والے ہو) اس آیت میں امت مسلمہ کو امت وسط کہا گیا ہے اور خیر امت اور امت وسط میں کوئی فرق نہیں ہے خیر امت وہی ہو گی جس کا دامن فکر و عمل افراط تفریط سے محفوظ ہو' اور جو زندگی کے میدان میں توازن اور اعتدال پر جمی رہے' امت کے کام کو یہاں شہادت علی الناس سے تعبیر کیا گیا ہے اور کنتم خیر امتہ والی آیت میں **اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر** کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں دونوں میں صرف الفاظ کا فرق ہے معنی کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے شہادت علی الناس کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ لوگوں کو معروف کا حکم دیا جائے اور منکر سے روکا جائے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں امت کی اصلاح بھی شامل ہے اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کے بارے میں **کنتم خیر امتہ اخرجت للناس بالمعروف بالمعروف و تنھون عن المنکر** جیسی آیت اتار کر اس کے دعوتی کام کا اعلان کر دیا ہے لیکن اس آیت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ جہاں امت مسلمہ کو دعوت دین سے غافل نہیں ہونا چاہئے وہیں اس کو اپنی اصلاح اور تنظیم و تربیت جیسے اہم امور سے بھی صرف نظر نہیں کرنا چاہئے امت مسلمہ دوسروں کے سلسلے میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دینے سے پہلے اپنے آپ کو معروف کا حکم دے گی اور اپنے آپ کو منکرات سے باز رکھے گی اگر وہ اپنے آپ کو معروف پر قائم نہ کرے اور منکرات سے روکے تو وہ دوسروں کو نہ تو معروف کا حکم دے سکتی ہے اور نہ منکرات سے باز رکھ سکتی ہے اس سے معلوم ہوا کہ دعوت کے ساتھ اس آیت میں امت کی اصلاح بھی شامل ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں دین و شریعت کی تبلیغ بھی شامل ہے قرآن نے خیر امتہ کا امتیازی وصف یہ بیان کیا ہے کہ وہ معروف کا حکم دیتی ہے اور منکر سے روکتی ہے اس کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں کہ تم معروف کا حکم دیتے ہو اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ تم خدا اور اس کے رسول پر ایمان اور اس کی شریعت پر عمل کا حکم دیتے ہو منکر سے منع کرتے ہو اس کا مطلب یہ ہے کہ تم خدا کے ساتھ شرک اور اس کے رسول کی تکذیب اور جن چیزوں سے اس نے منع کیا ہے ان کے ارتکاب سے منع کرتے ہو۔ اس کی تصریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ لوگوں کو خدا' رسول اور قرآن کی دعوت دی جائے اور شرک و کفر اور انکار رسالت سے منع کیا جائے

علمی کام بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شامل ہیں دعوت دین کے لئے جہاں وعظ و نصیحت کی ضرورت پڑتی ہے وہیں اسے خالص علمی رنگ میں پیش کرنا اور اسے دلائل سے ثابت کرنا بھی ہوتا ہے دین کی یہ علمی و استدلالی خدمت بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا ایک پہلو ہے رسول اکرمؐ نے جہاں دین کی مثبت دعوت پیش کی وہیں معترضین اور مخالفین کے اعتراضات کا مدلل جواب بھی دیا چنانچہ ابن عربی مالکی لکھتے ہیں کہ یہ بات بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شامل ہے کہ مخالفین پر حجت قائم کر کے دین کی مدد کی جائے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر دراصل جہاد فی سبیل اللہ کا فریضہ ہے 'جہاد فی سبیل اللہ مخصوص قرآنی اصطلاح ہے جس کا مطلب ہے خدا کی راہ میں اپنی قوت صرف کر دینا خدا کا دین چاہتا ہے کہ انسان اس کے لئے اپنی جان مال تعلقات خواہشات صلاحیتیں' عیش و آرام سب کچھ قربان کر دے تب کہیں جا کر دین کی خدمت ممکن ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا پورا کام جہاد ہے انسان جس معروف کو قائم کرنے اور جس منکر کو مٹانے کی کوشش کرتا ہے وہ حقیقت میں خدا کی راہ میں جہاد کرتا ہے علامہ ابن عابدین جہاد کے بارے میں فرماتے ہیں کہ جہاد عام ہے جو کسی بھی معروف کا حکم دینے اور کسی بھی منکر سے روکنے کے لئے کوشش کرنے والے کو شامل ہے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے بعض صورتوں میں اقتدار ضروری ہے سورۃ آل عمران میں امت مسلمہ کو دعوت الی الخیر اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا" ان لوگوں کے مانند نہ ہو جاؤ جو فرقوں میں بٹ گئے اور اپنے پاس کھلی ہوئی ہدایات آنے کے بعد بھی اختلاف میں پڑ گئے ان سب کے لئے بڑا عذاب ہے۔" اس سورہ میں امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ جس طرح دعوت و تبلیغ کا تقاضہ کرتا ہے اس طرح بعض حالات میں اقتدار و حکومت چاہتا ہے اور حکومت ایک ایسی چیز ہے جس کے لئے اتحاد و اتفاق قطعی ضروری ہے کیونکہ جس قوم میں اختلاف و انتشار ہو وہ خدا کی زمین پر اقتدار کی مستحق نہیں رہتی اور اس پر محکومیت مسلط رہتی ہے یہی حقیقت ان آیات میں مسلمانوں کو سمجھائی گئی ہے اس میں ان کو بتایا گیا ہے کہ سیاسی سطح پر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فرض انجام دینا تمہارے لئے اس وقت ممکن ہو سکے گا جب کہ تمہاری صفوں میں اتحاد ہو اور الفت و محبت نے تمہیں جسد واحد بنا دیا ہو چنانچہ امام رازی نے ان آیات کا ربط واضح کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جو حکم دیا ہے اس کی تکمیل اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ امر بالمعروف کے فرض انجام دینے والا ظالموں اور حد سے بڑھنے والوں کے خلاف اپنے اس فریضے کی انجام دہی کی قدرت رکھتا ہو اور یہ قدرت اسی وقت حاصل ہو سکتی ہے جب کہ حق پرستوں اور دین والوں کے درمیان الفت و محبت ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وجہ سے ان کو اختلاف اور پھوٹ کے خلاف متنبہ کر دیا تاکہ اس کی وجہ سے وہ امر بالمعروف کے فرض کی انجام دہی سے عاجز نہ رہ جائیں۔ اس تصریح سے یہ بات واضح ہو گئی کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر امت مسلمہ کا دعوتی کام ہی نہیں ہے بلکہ اس کا سیاسی کام بھی ہے اس سے زیادہ صحیح تعبیر یہ ہے کہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر دعوت بھی ہے اور سیاست بھی۔

احتساب بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شامل ہے جس طرح سے ایک اسلامی حکومت کے لئے ضروری ہے کہ اس کی عدالتوں میں اسلامی قانون کی حکمرانی ہو اور اس کا نظام تعلیم اسلامی ہدایات کے مطابق ہو اس طرح امت کی عام دینی و اخلاقی اصلاح اور اس کا احتساب بھی اس کے لئے ضروری ہے ہمارے علماء نے امر المعروف و نہی عن المنکر کے ذیل میں احتساب کو بھی جگہ دی ہے

علامہ ابن خلدون لکھتے ہیں کہ احتساب امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ذیل کا ایک دینی فریضہ ہے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر مسلمانوں کے سربراہ پر فرض ہے وہ اس کام پر کسی ایسے شخص کو جسے وہ اس کے اہل سمجھے گا متعین کرے گا اور اس پر اس فرض کی ادائیگی متعین طور سے لازم ہو جائے گی وہ اپنے اس کام کے لئے بہت سے مددگار رکھے گا منکرات کے بارے میں چھان بین کرتا رہے گا اور ان پر ان کی مناسبت سے تادیب کرے گا اور لوگوں کو بستی کے مصالح عامہ پر ابھارے گا۔

حکام کی اصلاح بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر میں شامل ہے اسلامی حکومت کے حکمرانوں کو خدا ترس 'دین دار 'معروفات کا تبع اور منکرات سے بچنے والا ہونا چاہیئے لیکن وہ انسان ہے اس سے بھی منکرات کا ارتکاب ممکن ہے اس صورت میں حکام کو معروف کا حکم دینا اور منکر سے روکنا عوام کی ذمہ داری ہے لیکن اس فرض کو انجام دیتے وقت انہیں اس بات کا خیال رکھنا ہو گا کہ حکام کا وقار باقی رہے اور پبلک میں ان کی ہتک اور بے قدری نہ ہونے پائے جیسا کہ حدیث میں بتایا گیا ہے جو شخص حاکم کو کسی معاملے میں نصیحت کرنا چاہے تو علانیہ اس کا اظہار کرے بلکہ اس کا ہاتھ پکڑ کر لے جائے اور تنہائی میں اس کو نصیحت کرے اگر وہ اس کو قبول کرلے تو ٹھیک ہے ورنہ نصیحت کرنے والے نے اپنی ذمہ داری پوری کردی۔

فتنوں کو مقابلہ کرنا بھی امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا کام ہے اللہ کے جس دین کو لوگوں نے قبول کیا ہے ان لوگوں کی ذمہ داری ہے کہ سختی سے اس دین پر قائم رہیں اور ان فتنوں اور باطل تحریکوں کا پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کریں جو اس دین کے خلاف اٹھیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر اس وسیع کام کو پوری طرح حاوی ہے یہ کام ہر زمانے میں ہوتا رہا ہے نبی صلعم نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ امت کے آخری دور میں ایسے لوگ موجود ہوں گے جو امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیں گے اور دین کے خلاف اٹھنے والے فتنوں کا مقابلہ کریں گے اس امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جن کو ان کے اگلوں کا سا اجر ملے گا وہ معروف کا حکم کریں گے اور منکر سے روکیں گے اور فتنوں سے مقابلہ کریں گے۔

امت کے اندر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا جو کام انجام دیتا ہے اس کے لئے قرآن نے تواصی بالحق و تواصی بالصبر کی اصطلاح بھی استعمال کی ہے اور ایمان و عمل صالح کے بعد اسی کو قوموں اور ملتوں کی کامیابی کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ہ الا الذین امنوا و عملوا الصالحات و تواصوا بالحق و تواصوا بالصبر ○ (زمانہ گواہ ہے انسان گھاٹے میں ہے سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک دوسرے کو صبر کی تلقین کی) امت مسلمہ کی اصلاح اور دین پر مضبوطی کے ساتھ جمنے کے لئے ضروری ہے کہ تواصی بالحق و تواصی بالصبر کا جذبہ زندہ رہے تاکہ کوئی بھی خرابی اس کے اندر پیدا نہ ہونے پائے جہاں بھی خرابی پیدا ہو سکے ازالہ کے لئے راہیں کھلی رہیں گی اور وہ بڑی سے بڑی غلطی کے بعد سنبھل جائے گی لیکن اس کے برخلاف اگر یہ جذبہ ختم ہو جائے تو اس کے اندر خرابیاں پیدا ہوں گی اور اصلاح حال کی تمام راہیں مسدود ہو جائیں گی اور یہی چیز امت مسلمہ کو تباہ و برباد کردے گی امت مسلمہ کے راہ راست پر قائم رہنے کی تدبیر قرآن و حدیث میں یہ بتائی گئی ہے کہ وہ اپنے افراد کا سخت احتساب کرتی ہے نیکی کو پھلنے پھولنے کے مواقع اور اسباب فراہم کرتی ہے اور بدی کو مٹانے کے لئے اپنی پوری قوت صرف کردیتی ہے اگر کوئی فرد غلط کام کی جرات کرتا ہے تو دس افراد آگے بڑھ کر اس کا ہاتھ تھام لیتے ہیں اور راہ راست پر لانے کی کوشش کرتے ہیں اللہ کے رسول کا ارشاد ہے کہ "اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم راوی نے کہا کہ جب وہ مظلوم ہو گا تو ہم اس کی مدد کریں گے لیکن اگر ظالم ہو تو ہم اس کی کیسے مدد کریں؟ آپؐ نے فرمایا کہ اس کا ہاتھ پکڑ لو اور ظلم سے روک دو۔"

وہ لوگ جو مغرب کی طرف دیکھتے ہیں اور ہر معاملے میں انکی تقلید کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل احساس کمتری میں مبتلا ہیں۔

بنیاد پرستی اور اسلام

اگر جرم ہے دین پر عمل کرنا
تو یہ جرم سو بار کرتے رہیں گے۔

از : پروفیسر شمس البصر

اسلامی تعلیمات جدید سائنسی علوم سے کسی طرح بھی متصادم نہیں بلکہ قرآن کریم بہت سارے امور میں سائنس دانوں کی مدد کرتا ہے۔ مسلمان سائنس دانوں نے اس سلسلے میں مغرب کو بہت کچھ دیا ہے۔ قرآن کریم کائنات میں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور اسی غور و فکر کو کامیابی کا زینہ بتاتا ہے۔ دراصل اسلام ہی وہ دین حیات ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

"آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کردیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے۔"

اسلام اپنے ماننے والوں کو اسلامی تعلیمات کے مطابق زندگی گزارنے اور باطل نظریات کو ترک کرنے کا واضح حکم دیتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"پس تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو اور جو حق تمہارے پاس آیا ہے اس سے منہ موڑ کر ان کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔"

ہمارا پورا معاشرہ مغرب سے اتنا متاثر ہے جس طرح کوئی مغلوب غالب سے یا کوئی کمزور طاقتور سے ہوتا ہے۔ اس وجہ سے ہم مغرب کی تمام اصطلاحات تمام خرافات اپنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ خواہ وہ ہمیں دین سے بیگانہ ہی کیوں نہ کریں۔ جو لوگ چاہتے ہیں کہ زندگی کی تنظیم خالص مادی بنیادوں پر کی جائے جس میں انسانیت اور معاشرہ انسانی کا اس کے خالق اور رب سے کوئی تعلق نہ ہو یہ بھی تو بنیاد پرست ہی کہلائیں گے۔ کیا یہ لوگ زندگی کی عمارت مادی بنیادوں پر کھڑی نہیں کرتے؟ جن لوگوں کی سوچ مادیت پرستی پر مبنی ہے ان کے متعلق قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

"کیا تم نے آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کو پسند کرلیا۔ ایسا ہے تو تمہیں معلوم ہو کہ دنیوی زندگی کا یہ سب سروسامان آخرت میں بہت تھوڑا نکلے گا۔"

مولانا ابوالحسن علی ندوی مسلمانوں کی اس سوچ سے متعلق لکھتے ہیں۔

"کمال سے جمال تک اسلامی ممالک کے تمام رہنما

مادیت کے عشق میں یکساں طور پر سرشار نظر آتے ہیں۔ انہوں نے بھی قوت و ترقی کو اپنا معبود و مطلق بنا لیا ہے جس کی پرستش واجب ہے اور جس کے علاوہ کوئی حقیقت موجود نہیں۔ جس کی قربان گاہ پر ساری اخلاقی و روحانی قدریں اور ہر وہ چیز جس کی مادی افادیت نہ ہو بھینٹ چڑھادی جانی چاہئیں۔"

آج کل کے مسلمان زعما" اور کچھ عام مسلمان بھی بنیاد پرستی کو نہ سمجھنے کے باوجود طعنہ سمجھتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان پر بنیاد پرستی کا الزام عائد نہ ہو حالانکہ جو لوگ زندگی کو خالص مادی بنیادوں پر چلانا چاہتے ہیں وہ بنیاد پرست نہیں تو اور کیا ہیں؟ عیسائیت کے پیروکاروں کا مرنا اور جینا عیسائیت ہی کے مطابق ہوتا ہے اس کے حوالے سے سارے عیسائی بنیاد پرست ہوئے۔ جن مسائل کا حل ان کے مذہب میں نہیں وہاں وہ اپنے آپ کو بنیاد پرست نہیں سمجھتے۔ یہ تو مذہب کی کمزوری ہوئی۔ یہودیوں کی انتہائی کوشش ہوتی ہے کہ وہ اپنے مذہب کے مطابق زندگی گزاریں۔ جہاں تک ان کو مذہب سے رہنمائی ملتی ہے ان تعلیمات پر عملدرآمد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک علیحدہ ریاست بنائی ہے۔

مولانا ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں۔

"اسرائیل کی حکومت خود خالص مذہبی بنیاد پر قائم ہوئی۔ اس نے ریاست کے دستور سے لے کر سیاسیات و اقتصادیات کے میدان تک جس طرح تورات کی تعلیمات کو دانتوں سے مضبوط پکڑا ہے اور اس بارے میں لکیر کی فقیر ثابت ہوئی ہے وہ مسلمانوں کے لئے درس عبرت نہیں بلکہ تازیانہ عبرت بھی ہے۔"

اس حوالے سے کیا اسرائیل بنیاد پرست نہیں ٹھہرا۔ ہندوؤں کا اپنا ایک الگ نظریہ ہے۔ وہ اپنی روزمرہ کی زندگی میں اسے ہر طرح سے فوقیت دیتے ہیں اور جس حد تک ممکن ہو اپنی مذہبی تعلیمات پر عملدرآمد کرتے ہیں۔ قومیتوں پر یقین رکھنے والے بھی ایک نظریہ ساتھ لئے ہوئے ہوتے ہیں اور اسی بنیاد پر قومی عمارت کی تعمیر کرتے ہیں۔ جدید نظریات میں سوشلزم کو ہی لیجئے کیا سوشلزم کے پیروکار کسی اور نظریہ کو برداشت کرتے ہیں۔ وہ بنیاد پرست نہیں تو اور کیا کہلائیں گے؟ کیا مغربی دنیا اپنے مخصوص نظریے کے مطابق دنیا کو چلانا نہیں چاہتی؟ دنیا کا وہ کون سا فرد ہے جو ان معانی میں بنیاد پرست نہیں ہے؟ یا آئرلینڈ میں بنیاد پرستی کی جنگ نہیں لڑی جارہی؟ کسی نہ کسی بنیاد پر زندگی گزارنے والا بنیاد پرست ہی کہلائے گا چاہے وہ بنیاد روحانی ہو یا مادی۔ اس وقت دنیا میں سب سے بڑے بنیاد پرست تو امریکی ہیں یا روسی اور دونوں اپنی اپنی بنیاد پرستی کی جنگ میں مصروف ہیں۔

کیا وہ شخص جو پیدا ہوتے ہی دین کی پکار سنتا ہے اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی میں غمی اور خوشی میں' کاروبار حیات میں' عملی زندگی میں غرض زندگی کے تمام پہلوؤں میں اسلامی احکام کا پابند ہو صرف یہی نہیں بلکہ موت کے بعد بھی انہی احکام کی گرفت میں ہو اور وہ کسی بھی صورت میں ان احکام سے انحراف کا تصور نہ کر سکتا ہو تو کیا اس کے باوجود وہ بنیاد پرست نہیں کہلائے گا؟ بنیاد پرستی سے خصوصا" مسلمان حکمران کیوں اتنا خوف محسوس کرتے ہیں؟ یہی خوف کہیں ان کی ترقی میں رکاوٹ تو نہیں جبکہ دوسرے مذاہب کے پیروکاروں کا بھی تو یہی حال ہے۔ سابق روسی صدر بریژنیف سوشلزم کا علمبردار تھا لیکن اس کی موت کی آخری رسوم عیسائیت کے مطابق ادا ہوئیں۔ آخر وہ کیا ضرورت تھی؟ یہی نہ کہ وہ بنیاد پرست تھا لیکن اس کے مذہب میں معاشی اور سیاسی مسائل کا حل نہیں تھا۔ اس لئے کچھ چیزیں ایک جگہ سے لے لیں اور کچھ دوسری جگہ سے۔ انہی نظریات کے حامل افراد اگر بنیاد پرست نہیں کہلائیں گے تو پھر بنیاد پرستی ہے کس چیز کا نام؟ غیر بنیاد پرستی دین اور نظریہ سے انحراف کے علاوہ اور کسی بھی چیز کا نام نہیں جو شخص بنیاد پرستی سے انکار کرتا ہے وہ کسی بھی مذہب / نظریہ کا ماننے والا نہیں ہو سکتا۔ وہ شتر بے مہار ہے جس طرف اس کا جی چاہا چل دیا اور جس گروہ میں اپنے آپ کو شمار کیا اسی کا ہو گیا۔ ارشاد خداوندی ہے۔

آپ کے مسائل

س :۔ ہمارے زید کہتا ہے کہ موجودہ دور میں پاکستان ہو یا کوئی بھی اسلامی ملک ہو اس میں شریعت کا قانون ناقابل عمل ہے کیونکہ سوائے قرن اول کے چودہ سو سال گزر گئے کہیں بھی یہ قانون نافذ نہ ہو سکا دیکھیے قرون اولیٰ کے مسلمانوں میں اور آج کے مسلمانوں میں آسمان و زمین کا فرق ہے لہٰذا اسلام کا نفاذ ناممکن ہے کیا زید اسلام سے خارج ہے یا مستوجب تعزیر ہے؟

ج :۔ جو شخص اسلام کو ناقابل العمل ہی سمجھتا ہو تو ظاہر ہے کہ اس کا اسلام پر عقیدہ ہی نہیں اور جس کا اسلام پر عقیدہ نہ ہو اس کے بارے میں خود سوچ لیجئے اس کو کیا کہا جائے اس شخص کو کسی محقق اہل علم کی خدمت میں حاضر ہو کر دین کو سمجھنا چاہیے اور اپنے ان خیالات سے توبہ کرنی چاہیے

س :۔ ہندو عیسائی قادیانی وغیرہ غیر مسلموں سے تعلق رکھنا کیسا ہے ان کی دعوت قبول کرنا جائز ہے کیونکہ یہ لوگ ہم مسلمانوں کا بہت احترام کرتے ہیں اور ہمارے دفتر میں موجود سب لوگوں سے اخلاق سے پیش آتے ہیں؟

ج :۔ ہمسائیگی کے حقوق تو غیر مسلموں کے بھی ادا کیے جاتے ہیں لیکن ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات جائز نہیں خصوصاً اکٹھے کھانا پینا ایک دوسرے کی دعوت قبول کرنا ان کے ساتھ مجلس آرائی کرنا یہ سب دوستانہ تعلقات کی مد میں آتے ہیں عام غیر مسلموں کے ساتھ دنیوی معاملات جائز ہیں لیکن قادیانی مرتد ہیں ان کے ساتھ کسی قسم کا کوئی تعلق بھی جائز نہیں

س :۔ فوجی قانون میں جب کسی کو بھرتی کرنا ہوتا ہے تو اس کو برہنہ کر کے آگے پیچھے سے چیک کیا جاتا ہے کیا یہ ٹھیک ہے؟

ج :۔ یہ نہایت گندا قانون ہے اور شرعاً ناجائز ہے

س :۔ ہم چار بھائی اور ایک بہن ہے والدین بھی الحمدللہ بقید حیات ہیں ہماری دو دکانیں اور دو مکان ہیں یہ سب ہم تقسیم کرنا چاہتے ہیں مزید یہ کہ ہمارا چھوٹا بھائی نافرمان ہے اور والدین کو ایذا دیتا رہتا ہے والدہ نے اس کو کہہ دیا کہ نافرمان کا حصہ نہیں ہوتا کیا یہ صحیح ہے؟

ج :۔ اگر یہ مکان اور دوکانیں والد کی ملکیت ہیں تو والد کی زندگی میں وراثت تو جاری نہیں ہوتی البتہ والد صاحب اپنی اولاد میں تقسیم کرنا چاہیں تو ان کی خوشی ہے۔ اگر والد صاحب تقسیم کرنا چاہیں تو بہتر ہے کہ اس کے پانچ حصے کریں اور پانچوں بہن بھائیوں کو برابر کا دیں اور یہ صورت

"منافقین کو بتا دیجئے کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں۔ شاید وہ ان کے پاس عزت کی تلاش میں ہیں حالانکہ عزت تو تمام اللہ کے پاس ہے۔"

وہ لوگ جو مغرب کی طرف دیکھتے ہیں اور ہر ہر معاملے میں ان کی تقلید کرنا چاہتے ہیں وہ دراصل احساس کمتری میں مبتلا ہیں جو کہ ایک بیماری ہے۔ یہی بیمار افراد مغربی اقوام کو (جو کہ خود بھی بنیاد پرست ہیں) خوش کرنے کے لئے دین کی بنیادوں سے انکاری ہیں۔ انھیں ہر وقت یہی تاثر دینے میں لگے رہتے ہیں کہ ہمارا اسلام سے کوئی سروکار نہیں (ہم تو بنیادی طور پر نہ ادھر کے ہیں اور نہ ادھر کے) ہم تو اپنا کام چلانے کے لئے اسلام کا نعرہ لگاتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ "اے ایمان والو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے خلاف اللہ کو کھلا ثبوت دے دو۔"

قرآن کریم کافر اور مومن کی اس تفریق کو انتہائی موثر انداز میں یوں بیان کرتا ہے۔

"تم کبھی نہیں پاؤ گے ان کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے ہیں کہ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہیں 'جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی ہے۔ خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا ان کے بیٹے یا ان کے بھائی یا ان کے رشتہ دار۔"

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور دشمنان اسلام کے ساتھ یکجہتی دو متضاد چیزیں ہیں 'جو کسی طرح بھی ایک فرد میں مجتمع نہیں ہو سکتیں۔ ایک دل میں یا تو اسلامی نظریہ ہو گا یا غیر اسلامی۔ ایسے لوگ جو اسلام کا نام بھی لیتے ہیں اور اس سے متعلق بڑے بڑے دعوے بھی کرتے ہیں اور پھر غیر اسلامی نظریات یا دوسرے الفاظ میں اسلام دشمن نظریات کے لئے ان کے دل میں جگہ بھی ہوتی ہے۔

بھی جائز ہے کہ اس کے تو حصے کرکے ۲-۲ حصے چاروں بھائیوں کو اور ایک حصہ بہن کو دیدیں. والدین کی خدمت کرنا اولاد کی سعادت ہے اور والدین کا ناراض ہونا دنیا و آخرت میں ذلیل ہے مگر وراثت کا حصہ اس کو بھی ملے گا. اپنے والدین کی جائیداد پر جائز حصہ آپ بھی لے سکتے ہیں.

س :. میری شادی کے موقع پر والدین نے زیور رکھ الا تھا وہ والدہ ہی کے پاس رکھا تھا کیا ہم وہ ان سے لے سکتے ہیں یا نہیں؟

ج :. آپ کی شادی کے موقع پر سونے اور چاندی کا جو زیور والدین نے آپ کی بیوی کو دیا گیا والدین سے دریافت کر لیا جائے کہ اس کا مالک کون ہے اس کا جو بھی مالک ہو اس کو دیدیا جائے.

س :. ایک شخص ۸ ذی الحجہ کو منیٰ گیا اور رات منیٰ کی حدود کے قریب گزاری اور عرفات چلا گیا اسی طرح ایک شخص بوجہ مجبوری گیارہ بارہ تیرہ تاریخ کو منیٰ میں رات نہ گزار سکے تو کیا اس پر کفارہ یا دم لازم آتا ہے.

ج :. اصول یہ ہے کہ ترک سنت پر کوئی کفارہ دم یا صدقہ نہیں ہوتا ترک واجب پر کفارہ لازم آتا ہے لہٰذا ان دونوں مسئلوں پر دم لازم نہیں آئے گا لیکن اس نے برا کیا

س :. میرے سسر صاحب ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن کے ادارے میں افسر ہیں سنا ہے یہ ادارہ بھی سود کی بنیاد پر چلتا ہے. ظاہر ہے کہ میری بیوی کو جہیز اسی مال سے دیا گیا ہے. اور ان کے گھر کھانا پینا بھی پڑتا ہے قرآن و سنت کی روشنی میں اس کا حل فرمایئے.

ج :. ہاؤس بلڈنگ کا ادارہ جس طرح قرضے دیکر کرائے کی شکل میں وصول کرتا ہے وہ سود تو نہیں لیکن اس پر چند شرعی اشکالات ضرور ہیں بہرحال اس ادارے کی نوکری حلال ہے اور ان کے گھر کا کھانا پینا بھی جائز ہے. انہوں نے جو جہیز دیا ہے وہ بھی استعمال کیا جا سکتا ہے.

س :. زید کو بینک سے پچاس ہزار روپیہ سودی منافع علاوہ اس نے اپنے بھائی بکر کو بدون نیت ثواب کے صدقہ کر دی جب کہ بکر کو اس کے سود ہونے کا علم بھی ہے آیا یہ لین دین شرعاً صحیح ہے.

ج :. سودی رقم کا استعمال جائز نہیں اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ بلا نیت صدقہ کے کسی محتاج کو دیدی جائے اس سے مقصد یہ ہے کہ اس گندگی کو اپنے سے الگ کر دیا جائے اور چونکہ محتاج کو اس کا علم نہیں اس لیے احتیاج کی وجہ سے اس کو استعمال کی اجازت ہے. جہاں اپنے بھائی کو اپنا درحقیقت اس کا استعمال بلکہ مکان کے حصہ کا معاوضہ ہے، دوسرے بھائی کو اس کا علم ہے تیسرے آپ نے یہ نہیں لکھا کہ بھائی واقعی محتاج بھی تھا یا نہیں. چوتھے اگر وہ محتاج بھی ہو تو پچاس ہزار کی رقم اس کی محتاجی کو دور کرنے کے لیے دینے کا کوئی مطلب نہیں ان تمام امور کا تقاضہ یہ ہے کہ سود کی یہ رقم آپ کے بھائی کے لیے حلال نہیں.

حق وانصاف کی اعلیٰ مثال

پروفیسر ڈاکٹر محمد اجتباء ندوی

افریقہ کا عظیم المرتبت بادشاہ ابراہیم بن اغلب معمول کے مطابق جمعرات کی صبح تخت شاہی پر جلوہ افروز ہے دستور کے مطابق اس کے قریب ہی قاضی القضاۃ اور دینی امور کے ذمہ دار شیخ عبداللہ بن غانم تشریف فرما ہیں تاکہ وہ بادشاہ کو مشورہ اور عدالتی و دینی امور میں ہدایت دے سکیں۔ حکومت کے بڑے سرکاری عہدہ دار' حکام' گورنر اور باہر سے آئے ہوئے قاصد و فرستادے اور فوجی سربراہان دائیں بائیں اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ شاہ ابراہیم نے حکومت کے متعلق مسائل' باہر سے آنے والی خبروں' پیغامات' مراسلوں اور ملک سے متعلق جملہ رپورٹوں کے جائزوں اور تبادلہ خیال سے فارغ ہو کر دواخانہ کے انچارج ابوالفرج صقلی کو طلب کیا اور کہا کہ ہندوستان سے منگوائی گئی دوائیں سرکاری ذمہ دار افسروں اور حکام کے سامنے پیش کریں۔

قیروان کے فرستادہ وفد کے سربراہ رباح بن عمران کو بھی بلایا تاکہ وہ جڑی بوٹیوں کی تاثیر' خصوصیت اور اقسام کی تفصیلات بیان کریں۔ رباح بن عمران نے دو گھنٹے تک ان دواؤں کی خصوصیات بیان کرنے کے بعد ایک شیشی اٹھائی اور بتایا کہ یہ ہندوستان کے جنگلوں کے خطرناک سانپوں سے نکالا ہوا زہر ہے اس کا ایک قطرہ قوی ہیکل ہاتھی کو موت کی نیند سلا دے گا۔ قاضی ابن غانم نے اس شیشی کی قیمت دریافت کی تو رباح نے بتایا کہ اس کی قیمت پانچ سو سنہرے دینار ہے۔ قاضی ابن غانم نے رباح کے ہاتھ سے وہ شیشی اس طرح سے لی کہ گویا وہ اسے دیکھنا چاہتے ہیں۔

بادشاہ ابراہیم نے اس کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا اور شاہی محلوں میں اس زہر کا پایا جانا ضروری سمجھا۔

قاضی صاحب نے انتہائی جرات اور حق گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ مسلمان بیت المال کے مال کو اس طرح تباہ ہونے کی اجازت ہرگز نہ دیں گے حکومت کے مفادات کتنے ہی قیمتی ہوں ان کا تحفظ زہر اور دھوکہ سے قتل کے ذریعہ نہیں کیا جانا چاہئے۔ اس کے بعد زہر کی شیشی فرش پر پٹخ دی وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر گئی اور اس میں کا زہر بہت جلد مرمر کے خوبصورت فرش پر بہہ گیا۔ یہ دیکھ کر بادشاہ کے چہرے کا رنگ بدل گیا اور آثار یہ ظاہر ہوئے کہ وہ غصہ سے بھڑ اٹھے گا۔ لیکن اس نے غصہ ضبط کرکے حالات پر قابو پالیا اور قاضی ابن غانم سے معذرت کرتے ہوئے کہا کہ ممکن ہے کہ حکومت کے کچھ رازوں کے تقاضہ کی بناء پر زہر خرید اگیا ہو لیکن اس نے یہ ارادہ کر رکھا تھا کہ خدا کی جانب سے حرام کی ہوئی جگہ پر اسے استعمال نہیں کرے گا۔ بہرحال اب تو قصہ ختم ہوگیا اور فوراً ہی نشست برخواست کرنے کا حکم صادر فرمادیا۔

لوگوں نے بادشاہ کے چہرہ سے غصہ' غم اور جھنجلاہٹ محسوس کی اور خوف و ہراس کی فضا میں واپس لوٹے۔ قاضی صاحب نے اپنی سواری منگوائی اور بڑے اطمینان سے رقادہ سے قیروان روانہ ہوگئے۔ قاضی ابن غانم نماز عشاء سے قبل اپنے دولت کدہ پر علماء' صلحاء اور ہم نشینوں میں بیٹھے ہوئے ایک قاری سے کلام پاک کی تلاوت سن رہے تھے کہ کسی کے زور زور سے دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز سنی۔ خادم دہشت و خوف سے کانپتا ہوا گیا اور دروازہ کھولا۔ دیکھا تو بادشاہ کا سیکریٹری کھڑا ہے اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت نے جامع مسجد میں قاضی صاحب کو فوراً حاضر ہونے کا حکم دیا ہے۔ ساتھی اور ہم نشین یہ حکم سن کر پریشان ہوگئے اور خطرہ محسوس کیا کہ صبح کے اقدام کی سزا اس وقت رات میں سنائی جائے گی۔ ممکن ہے کہ جامع مسجد میں قاضی صاحب کی معزولی کا حکم سنایا جائے یا کوئی اس سے بڑی سزا کے احکام صادر کئے جائیں کیونکہ بادشاہ کی ناراضگی کا سب کو علم ہو چکا تھا۔ کچھ ہمنواؤں نے مشورہ دیا کہ قاضی صاحب بادشاہ کی خدمت میں ہرگز نہ جائیں بلکہ قبیلوں کی پناہ حاصل کرکے روپوش ہوجائیں۔ لیکن قاضی عبداللہ بن غانم نے کہا کہ انہیں ان اندیشوں کی کوئی پروا نہیں۔ انہوں نے صبح کو جو کچھ کیا وہ صرف خدائے عزوجل کے حکم کی بجا آوری اور اخلاص و للہیت کی بنیاد پر کیا ہے اس لئے انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ کوئی خطرہ۔ اللہ تعالیٰ ناصر و مددگار ہے اور اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

یاایھاالذین امنوان تنصروا اللہ ینصرکم ویثبت اقدامکم

اے ایمان والو! اگر تم خدا سے تعاون کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا کرے گا۔

خدا تعالیٰ یقینی طور پر اپنا وعدہ پورا فرمائے گا۔ اس کے بعد قاضی صاحب نے اپنا جبہ پہنا۔ چھڑی لی اور خادم سے کہا کہ چراغ لے کر آگے آگے چلے۔ قاضی ابن غانم بڑی بے خوفی کے ساتھ بادشاہ کے حفاظتی دستوں' پہرہ داروں اور درباری لوگوں کے پاس سے گزرتے ہوئے جامع علیہ بن نافع میں داخل ہوئے اور امام کے قریب پہنچ کر بیٹھنا چاہا تھا کہ بادشاہ نے آگے بڑھ کر گرم جوشی سے سلام کیا۔ قاضی صاحب کو حیرت ہوئی انہوں نے اسی گرم جوشی سے سلام کا جواب دیا اور پھر دو رکعت تحیۃ المسجد کی نیت باندھ لی۔ ابراہیم بن اغلب قاضی صاحب کی نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرنے لگا۔ نماز سے جیسے ہی قاضی صاحب فارغ ہوئے بادشاہ ان کے قریب آکر بیٹھ گیا اور معذرت کی کہ اس وقت زحمت دی پھر اس نے بیان کیا کہ میں عشاء کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں داخل ہوا تو اپنے آپ پر قابو نہ پاسکا اور گر پڑا خیال آیا کہ مبادا لوگ کہیں یہ نہ سوچیں کہ میں شراب کے نشہ کی وجہ سے لڑکھڑا کر گر پڑا ہوں تو میں نے سوچا کہ قاضی صاحب کے ذریعہ اس امر کی وضاحت کرادوں اس وقت لوگ یقین کرلیں گے کہ میں نے شراب نہیں پی ہے۔

اس کے بعد بادشاہ نے قاضی ابن غانم سے کہا کہ آپ اس طرح کارروائی کریں گویا کہ آپ عدالت میں تشریف فرما ہیں تحقیق کریں اور فیصلہ کریں اگر میں قصور وار ٹھہروں تو مسجد سے مجھے نکالنے کا حکم دیں اور اگر میں بے قصور ٹھہروں و میری برات کا اعلان کردیں۔ پھر کہا کہ اے ابو عبدالرحمان! ہم نے صرف اس فیصلہ کے لئے آپ کو زحمت دی ہے اور کوئی دوسری بات نہیں تھی۔ قاضی صاحب نے بادشاہ کو قریب آنے کا حکم دیا اور اس کے بعد باقاعدہ کارروائی شروع کی اور انہیں یقین ہوگیا کہ بادشاہ نے شراب نہیں پی ہے تو آپ نے مجمع عام میں اس کا اعلان کیا اور بادشاہ کے لئے صلاح و تقویٰ اور خدا کی جانب سے نصرت و مدد کے لئے دعا کی۔ نماز کے بعد بادشاہ محل روانہ ہوگیا اور قاضی عبداللہ بن غانم اپنے گھر۔ وہاں لوگ ان کے منتظر تھے وہاں لوگوں کو پورا واقعہ بیان کرکے یقین دلایا اور کہا کہ بادشاہ نے اپنا غصہ ٹھنڈا کرنے کے لئے جامع مسجد میں نماز عشاء ادا کرنے کا عزم کیا اور پھر مجھے بلا کر اپنی جانب سے بدگمانی کو دور کرایا۔ یہ صرف خدا کا کرم اور اس کا فضل ہے کہ حق و انصاف کے اس احترام کی برکت سے اغلبی بادشاہ کو افریقہ اور اس کے ملکوں میں بڑا عروج حاصل ہوا اور ان کے ذریعے سے اسلام اور مسلمانوں کو بڑی ترقی کامرانی حاصل ہوئی۔

حسد

نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی محبوب سبحانیؒ

حضرت قطب ربانیؒ نے ارشاد فرمایا۔ اے مسلمان تجھے اللہ اس کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور کتاب اللہ پر ایمان و یقین کا دم بھرتے ہوئے پھر کسی دوسرے مسلمان پر حسد کرتے ہوئے دیکھ کر مجھے نہایت رنج و افسوس ہوتا ہے اور میں یقین کرنے لگتا ہوں کہ تیرا ایمان بالکل ضعیف اور کمزور توکل ہے۔ تو اس کی خوش حالی و فارغ البالی کو برداشت نہیں کرسکتا۔ تو اس کے عمدہ لباس' عمدہ خوراک' نکاح اور اہل و عیال کو دیکھ کر جلتا ہے اور اپنی کمینگی اور پست حوصلگی اور تنگ ظرفی سے یہ خواہش رکھتا ہے کہ وہ تمام نعمتیں اس سے زائل ہوجائیں جو اس کے خالق و رازق نے اسے عطا فرما رکھی ہیں۔ بالفاظ دیگر تو خدا کی خدائی' اس کی تقسیم رزق اور اس کی مشیت و اختیار میں دخل دینا چاہتا ہے۔ جو صریحاً" مضر ہے اور اپنے فاعل کے لئے وجہ ذلت و بربادی ہے۔

یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ کے اختیارات تیرے اختیارات نہیں ہوسکتے اور اس کے تصرفات تیرے تصرفات نہیں بن سکتے۔ اللہ تعالیٰ ایک شخص کو جو کچھ دیتا ہے یا دینا چاہتا ہے کیا تو اپنے جذبہ حسد کے تحت اللہ تعالیٰ سے مقابل آکر یہ خواہش رکھے گا کہ وہ نعمتیں اور وہ چیزیں اللہ اسے نہ دے۔ کیا یہ صریحاً" مشیت ایزدی اور فیصلہ خداوندی کا مقابلہ نہیں۔ اگر ہے اور یقیناً" ہے تو یہ سمجھ لے کہ تو کس قدر ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوگا۔ حسد ایک ایسی ملعون و مقہور چیز ہے جو تیرے ایمان کو کھوکھلا کردیتی ہے۔ تجھے اپنے مولیٰ کے رحم و التفات سے گرادیتی ہے اور اللہ تعالیٰ کو تیرا دشمن و مخالف بنادیتی ہے۔ قرآن حکیم میں حضرت یوسفؑ اور برادران یوسفؑ کا جو قصہ مذکور ہے اس کے مقصد و معانی پر ذرا غور کرو۔ برادران یوسفؑ اپنی انتہائی کینہ سازشوں' بدخواہیوں اور دشمنانہ ریشہ دوانیوں کے باوجود اس بلند رتبہ اور ان فقید المثال نعمتوں سے حضرت یوسف کو محروم نہ کرسکے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت میں

ان کے لئے مقدور و معین کر رکھی تھیں۔ اور پھر نتیجہ کار وہ سب کے سب خود کس قدر نادم و ذلیل ہوئے۔ جب مصر میں بر سر حکم و اقتدار یوسفؑ کے سامنے سجدہ ریز ہو کر انہیں تسلیم کرنا پڑا کہ اللہ کی قسم! اس نے بلاشبہ تجھے ہم پر فضیلت و برتری عطا فرمائی ہے۔ ہمارے ظلم اور زیادتیاں ہمیں معاف فرما۔ اسی طرح قرآن حکیم میں متعدد آیات میں حسد کی انتہائی مذمت پائی جاتی ہے نیز احادیث میں بھی پے در پے حسد کی مذمت فرمائی گئی ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حسد مسلمان کی نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے ایک اور جگہ حدیث قدسی کے ذریعہ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے حسد کرنے والا میرے اور میری نعمت کے دشمن ہیں حاسد اللہ کے دشمن اس طرح ہوئے کہ وہ اپنی مشیت کے تحت اپنے بندوں کو جو کچھ اور جتنا کچھ دینا چاہتا ہے وہ اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ کلام اللہ کی یہ آیات کیا بیان کر رہی ہیں ہم نے حیات دنیوی میں اپنے بندوں کے رزق و معیشت کو خود تقسیم کر دیا ہے۔ اب یہ جرات کس فرد مرد کو ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کے طے اور معین کردہ تقسیم رزق کے برخلاف محاذ باندھے اس کے مقابل و مبارز ہو۔ پس یاد رکھ کہ کسی پر حسد کرنا اپنی ذات پر ظلم کرنا ہے۔ یہ بدترین قسم کی حماقت اور ناروا بخل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم تو اپنے بندوں پر ظلم نہیں کرتے وہ اپنے حسد بداعمالیوں سے خود ہی اپنی ذات پر ظلم کرتے ہیں۔ نیز فرمایا میرے احکام اور فیصلے نہیں بدلتے اور نہ ہی میں اپنے بندوں پر ذرہ برابر ظلم کرتا ہوں پس میں تجھے تیری سلامتی اور فلاح و بہبود کے لئے تاکید کرتا ہوں کہ کسی بھی مسلمان بھائی کی خوش حالی و فارغ البالی کو دیکھ کر ہرگز حسد نہ کر بلکہ اس کی تونگری و خوش حالی اور ترقی و کامیابی دیکھ کر مسرور و مطمئن ہو اور نہایت فراخ دلی کے ساتھ مبارک باد دے اور اس طرز عمل سے اللہ تعالیٰ بھی تجھ سے رضامند ہوگا اور اپنی گوناگوں نعمتیں تجھ پر وسیع و بسیط کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں حسد جیسی مذموم و مقہور چیز سے محفوظ رکھے اور اپنی نعمتوں پر حمد و شکر کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

میں اس ضمن میں یہ تلقین بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ تو اپنی ذات پر حسد نہ کر' اپنی ذات پر حسد کرنے کے یہ معنی ہیں کہ تجھے رازق نے اپنے فضل و کرم سے جو نعمتیں عطا کر رکھی ہیں تو ان کے استعمال میں بخل سے کام لے اور دولت بالکل خرچ کرنا نہ چاہے مثلاً "روپیہ بچانے کے لئے نہ تو عمدہ لباس پہنے نہ اچھا کھانا کھائے نہ معیاری رہائش اختیار کرے اور نہ اپنی بیوی بچوں کی آسائش پر روپیہ خرچ کرے۔ یہ طریق عمل اپنی ذات پر حسد و ظلم کرنا ہے اور اللہ کی نعمتوں کی ناقدری اور ناشکری ہے۔ نعمتوں کا عملی نظریہ یہ ہے کہ انہیں چھپانے کے بجائے ظاہر کیا جائے اور انہیں فیاضی سے استعمال میں لا کر داد رزق دی جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ برحق کو فرمایا اپنے پروردگار کی نعمتوں کا اظہار کیجئے" انہیں استعمال میں لایئے اور انہیں لوگوں کے سامنے بیان فرمایئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں شکر نعمت کی زبانی و عملی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

رشوت کی ممانعت اور وعید

(۱) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا۔ دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ (مشکوٰۃ)

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص (ابن لتبیہ) کو زکوٰۃ کی وصولی کے لئے عامل بنا کر بھیجا۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے کہا کہ یہ تو زکوٰۃ کا مال ہے جو میں بیت المال کے لئے جمع کر کے لایا ہوں۔ اور یہ مال ہدیہ ہے جو مجھے تحفہ کے طور پر ملا ہے۔ رحمتِ عالمؐ نے یہ سن کر فرمایا۔ یہ آدمی اپنی ماں کے گھر کیوں نہ بیٹھ رہا۔ پھر دیکھتا کہ کیا لوگ اسے تحفے دیتے ہیں یا نہیں۔ (بخاری، مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنے منصب اور عہدہ کے لحاظ سے جو کسی کو تحفے ملیں، وہ بھی ناجائز ہیں۔ پس حکام کو ڈالی لینا بھی جائز نہ رہا۔ کسی تحفے۔ ہدیئے کی گنجائش نہیں۔ اے اللہ! افسروں۔ حاکموں اور حکومت کے ملازموں کے دل میں اپنا خوف ڈال کہ وہ رشوت۔ ڈالی سے دستکش ہو جائیں۔ ان کی جائز آمدنی میں برکت ڈال اور عاقبت سنوار دے!

عزیز الرحمٰن ڈھڈی شہیدؒ

جنھوں نے اچھی زندگی گزاری، عمدہ موت پائی اور بہتر نام چھوڑا

از: امجد اقبال امجد، جھنگ صدر

زخموں کے پھول شاخ اجل پر کھلے رہے
لوح سفر پہ نقش سفر بولتا رہا

موت وحیات کا رکن قضا و قدر کے اختیار میں ہے موت و حیات کا ایک دن متعین ہے لیکن بعض انسان اچانک اور ناگہاں داغ مفارقت دے جاتے ہیں کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور جانے والے اپنی یادوں کے اس قدر گہرے نقوش ذہن میں چھوڑ جاتے ہیں کہ مٹائے نہیں مٹتے۔ حاجی عزیز الرحمٰن ڈھڈی انہی شخصیات میں سے تھے جو اچانک ہمیں چھوڑ گئے اور اپنی یادیں ہمارے ذہنوں پر نقش کر گئے۔

شور برپا ہے خانۂ دل میں
کوئی دیوار سی گری ہے ابھی
یاد کے بے نشاں جزیروں سے
تری آواز آ رہی ہے ابھی

اجل کے بے رحم ہاتھوں نے انہیں زندگی کے ایسے موڑ پر ہم سے جدا کیا جب وابستگان اہل حریت کو ان کی اشد ضرورت تھی انہوں نے جمعیت علماء اسلام کے لیے تنہا اتنا کام کیا کہ بہت سے لوگ مل کر بھی نہ کر سکیں شہید مجسمۂ اخلاق تھے ہر ایک سے خندہ پیشانی سے ملتے آپ کی ملنساری نے جمعیت طلباء اسلام پی ٹی آئی کے طلباء میں خود اعتمادی پیدا کی شہید عزیز الرحمٰن کم گو اور شریف النفس انسان تھے آپ کی خاموش طبعی اور آپ کا شریفانہ رکھ رکھاؤ مشہور تھا۔ ایک دلکش مسکراہٹ آپ کے چہرے پر موجود رہتی تھی آپ ہمیشہ ٹھہرے ٹھہرے لہجے میں بڑے مدلل انداز میں گفتگو کرتے ہر بات کو طول دیئے بغیر مخالف کو مطمئن کر دیتے۔ حاجی عزیز الرحمٰن انتہائی متوازن شخصیت کے مالک تھے جھنگ میں اہل حق کی سرگرمیوں کے روح رواں تھے جے یو آئی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تقریبات کے انعقاد کا سہرا آپ کے سر ہے حاجی عزیز الرحمٰن نے اچھی زندگی گزاری اچھی موت پائی اور بہتر نام چھوڑا

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

الحاج حافظ عزیز الرحمٰن خانوادہ علم و ہنر میں ۱۹۴۸ء کو پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم مدرسہ برکات الاسلام محلہ بھیرا نہ جھنگ صدر میں حاصل کی پھر والد ماجد صوفی محمد دین کی خواہش پر مدرسہ تعلیم القرآن ریحے شاہ ضلع رحیم یار خان میں قرآن پاک حفظ کیا اور پہلا مصلیٰ جامع مسجد حافظ سلطان والی محلہ پنڈی میں سنایا اسی دوران علمی روحانی عظیم شخصیت شیخ طریقت مولانا عبدالغفور مدنی سے بیعت ہوئے اور خوب علوم و فیوض حاصل کیے حضرت کی وفات کے بعد چاروں سلسلے کے مشہور عالم مولانا محمد عبداللہ صاحب بہلوی سے بیعت ہوئے بعد ازاں ان کے جانشین مولانا عبدالحی مدظلہ سے سلسلہ بیعت جوڑا۔

کوئٹہ اور کراچی میں جمعیت علماء اسلام کے کارکن کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں پھر لاہور میں مقیم رہے جہاں مولانا غلام غوث ہزاروی سے گہری عقیدت پیدا ہوئی اور ان کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی دفتر رنگ محل میں دینی اور جماعتی خدمات سرانجام دیں۔ اسی طرح مولانا عبیداللہ انور کی خدمت میں رہ کر فیوض و برکات حاصل کیں ۱۹۶۸ء میں ایوب خان کے خلاف عائلی قوانین کی معطلی اور اسلامی قوانین کے نفاذ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام نے یوم منایا تو موچی گیٹ پارک میں مولانا عبیداللہ انور کے خطبہ جمعۃ الوداع پر پولیس کے لاٹھی چارج سے مولانا عبیداللہ انور زخمی ہوئے وہیں شہید حاجی عزیز الرحمٰن بھی زخمی ہوئے وہیں سے ایوب خان کے خلاف تحریک چلی جو ان کی معزولی کا سبب بنی۔ تقریباً تین سال شہید حاجی عزیز الرحمٰن متحدہ عرب امارات دوبئی میں مقیم رہے وہاں بھی ان کا مطمع نظر دین کی خدمت تھا پھر جھنگ آ کر جہاں اپنے کاروبار میں مشغول رہے وہاں جمعیت علماء اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، تبلیغی جماعت، سپاہ صحابہ غرضیکہ ہر اس جماعت کے ساتھ آپ تادم آخر وابستہ رہے جس کا مقصد معاشرے سے ظلم کا خاتمہ اور مساوات محمدی کا نفاذ تھا۔

شہید حاجی عزیز الرحمٰن کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے بالخصوص بڑی وابستگی تھی یہی وجہ ہے کہ عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے آپ کی ذاتی واقفیت تھی صدیق آباد (ربوہ) میں ہونے والی سالانہ کانفرنس کے موقع پر شہید حاجی عزیز الرحمٰن اور مولانا غلام حسین کے زیر انتظام کھانا پکانے کا انتظام کیا جاتا تھا اور حاجی عزیز الرحمٰن ہی اپنے تعلقات کے پیش نظر ایسے افراد کو وہاں کام کے لیے لے جاتے جو وہاں فی سبیل اللہ کام کرتے آئندہ بھی انشاء اللہ یہ خدمت سرانجام دی جاتی

رہے کی ہمیں اسی نیت کے ساتھ قرآن پڑھ کر مرتب ہونے والا ثواب شہید حاجی عزیز الرحمٰن کی روح کو پہنچے

شہید حاجی عزیز الرحمٰن کے عزیز و اقارب میں ان کے والد ماجد صوفی محمد دین مرحوم فدائے تبلیغ تھے اور آخر دم تک جھنگ تبلیغی جماعت کے امیر رہے ان کا انتقال ۱۹۸۳ء کے دوران رمضان المبارک کے مہینے میں ہوا ان کے چچا صوفی خدا بخش لدھڑی نے امیر شریعت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی آغا شورش کاشمیری کے ساتھ مجلس احرار اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت میں کام کیا ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں اب بھی عالمی مجلس سے پوری طرح وابستہ ہو کر دینی خدمات سرانجام دے رہے ہیں شہید حاجی صاحب کے ایک بھائی قاری عبدالحکیم عامر خارجہ میں خطیب ہیں ان کے چھوٹے بھائی عبدالمجید ۲ مئی ۱۹۹۰ء کو تالاب کمیٹی جھنگ کے گراؤنڈ میں سپاہ صحابہ کے زیر انتظام ہونے والی دفاع صحابہ کانفرنس میں شرپسندوں کی گولی لگنے سے جام شہادت نوش کر چکے ہیں شہید عبدالمجید جھنگ میں ہفت روزہ الجمعیۃ اور ہفت روزہ ابابیل کے ایجنٹ تھے اور ہمہ وقت ان پرچوں کی سرکولیشن بڑھانے کی کوشش میں رہتے تھے اس کے علاوہ شہید کے دو بھائی اور بھی ہیں شہید حاجی عزیز الرحمٰن نے پسماندگان میں ایک بیوہ دو لڑکے چار لڑکیاں چھوڑے

حاجی عزیز الرحمٰن شہید اپنی ذات میں ایک انجمن تھے. ایک ادارہ تھے ایک تحریک تھے ان کی شہادت سے جو خلا پیدا ہوا ہے. اس کو پورا ہونا ممکن نہیں ہے آپ کے سانحہ شہادت پر قائد جمعیۃ مولانا فضل الرحمٰن کے تاثرات تھے کہ مجھ سے میرا بھائی چھن گیا. عالمی مجلس کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عزیز الرحمٰن بطور خاص تعزیت کے لیے جھنگ تشریف لائے اور حاجی صاحب کی شہادت کو ایک عظیم المیہ قرار دیا حافظ حسین احمد سینیٹر نے درست کہا کہ حاجی عزیز الرحمٰن جھنگ کی واحد شخصیت تھے جن کا کوئی مخالف نہ تھا ان کے بعد جھنگ کی سرزمین اجالوں سے محروم ہو گئی مولانا محمد عبداللہ بھکر کا کہنا تھا کہ حاجی عزیز الرحمٰن کا سانحہ جمعیۃ کے لیے انتہائی بلکہ ناقابل تلافی نقصان ہے خالد رانا نیوز ایڈیٹر روزنامہ "عروج" جھنگ نے ان کے سانحہ شہادت پر کہا حاجی صاحب مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے ان کی شہادت سے جمعیۃ جھنگ اجڑ کر رہ گئی اور شہر کا ایک شریف انسان چل بسا

حاجی عزیز الرحمٰن شہید کے مقدمہ قتل کی فائل سرد خانوں کے سپرد کی جا چکی ہے اکابرین جمعیۃ کی یہ اجتماعی اور اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ جھنگ کے اس سپوت اور محسن جمعیۃ کے بہتے ہوئے لہو کا حساب لیں حاجی عزیز الرحمٰن شہید بھی ان لوگوں میں شامل تھے جن کے بارے میں حالی نے کہا تھا.

اب نہ دنیا میں آئیں گے یہ لوگ
کہیں ڈھونڈے نہ پائیں گے یہ لوگ

ہماری شناخت اور عیسائی

آئین کے مطابق شناختی کارڈ میں ہر پاکستانی اپنے مذہب کا اعلان کرے

از: طیب فاروق بھٹی

پاکستان بننے سے قبل مارچ ۱۹۴۳ء میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائد اعظم نے دو قومی نظریے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا تھا کہ "پاکستان اسی دن وجود میں آگیا تھا جب ہندوستان کا پہلا فرد مسلمان ہوا۔ مسلمان قومیت کی بنیاد کلمہ توحید ہے 'وطن یا نسل اور نسب نہیں"۔ قائد اعظم کے ان الفاظ اور ایسی ہی بے شمار دیگر فرمودات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خود قائد اعظم مذہبی تشخص کے کس قدر پرجوش حامی تھے۔ جداگانہ تشخص کے حامی ہونے کے باوجود مسلمانوں کی ڈیڑھ ہزار سالہ پرانی تاریخ شاہد ہے کہ انہوں نے اپنی ریاستوں میں اقلیتوں کے ساتھ ہر قسم کے تعصب سے پاک بہترین برتاؤ کی شاندار مثالیں قائم کیں ان کے حقوق کا پورا پورا تحفظ کیا۔ مسلم معاشرے کی اقلیتیں اپنی صلاحیت کے مطابق آگے بڑھنے اور ترقی کی منازل طے کرنے میں بالکل آزاد رہی ہیں۔ مسلمانوں کا یہ مجموعی مزاج اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تعلیمات کے نتیجے میں بنا ہے جن میں بتایا گیا ہے کہ پوری انسانیت ایک برادری ہے اور شرف انسانیت کے لحاظ سے بھی سب انسان برابر ہیں۔ انسان کی عزت اور ذلت کا انحصار صرف اور صرف ان کے کردار و عمل پر ہے۔

شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج کے فیصلے سے اب خواہ مخواہ ایک نئی کشمکش پیدا کر دی گئی ہے۔ کیا اس سے واقعی اقلیتوں کے حقوق پر براہ راست زد پڑے گی' یا یہ کچھ ایسے افراد کا شاخسانہ ہے جو مذہبی جذبات کی آڑ میں ملک کو اس کی نظریاتی اساس سے دور کر کے سیکولر قیادت کا راستہ ہموار کرنے کے لئے ہر داؤ آزمانا چاہتے ہیں۔ کچھ لوگ سیکولر بھارت کا حوالہ دیتے ہیں کہ وہاں مذہبی تفریق نہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ سیکولر تشخص کے باوجود وہاں مذہبی فسادات کی لہر ہمیشہ عروج پر رہتی ہے۔ بھارت میں اب تک فرقہ وارانہ فسادات کی چھ ہزار وارداتیں ہو چکی ہیں اور بھارت کے سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ان فسادات میں ایک لاکھ سے زائد افراد مارے جا چکے ہیں۔ اس کے برعکس مسلمانوں کی تاریخ کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ اقلیتوں کے حقوق کے معاملے میں نہایت حساس ہیں۔ گزشتہ ۴۵ برسوں کی دوران بھارت میں ہزاروں مسلم کش فسادات کے رد عمل میں پاکستان میں ایک بار بھی ہندوؤں کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی نہیں ہوئی اسی طرح بوسنیا کے بے بس مسلمانوں پر آج سربیا کے متعصب عیسائی ظلم و ستم کے جو پہاڑ توڑ رہے ہیں اس کے جواب میں عالم اسلام میں کہیں بھی قدرت رکھنے کے باوجود کسی عیسائی سے بدلہ لینے کی کوشش نہیں کی گئی۔ مسلمانوں کی اس پوری تاریخ سے واقفیت رکھنے کے باوجود اب یہ کہنا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا اندراج اقلیتوں کے خلاف امتیازی سلوک کا باعث بنے گا ایک سنگین الزام کے سوا کچھ نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ جداگانہ طرز انتخاب اقلیتوں کے لئے ایک قیمتی حق ہے۔ ہندوستان کے مسلمانوں نے جداگانہ طرز انتخاب کا حق بڑی محنت اور جدوجہد کے بعد حاصل کیا تھا مگر پاکستان میں اقلیتوں کو یہ حق بہت آسانی سے دے دیا گیا۔ اب وطن عزیز میں اقلیتوں کے پاس قومی اسمبلی سے لے کر یونین کونسل تک ہر منتخب فورم میں مناسب نمائندگی موجود ہے۔ اس کے علاوہ پاکستان کے دستور میں اقلیتوں کو مراعات دی گئی ہیں اس کے مطابق قانون' امن و امان اور اخلاقی حدود کے اندر ہر شخص کو کسی بھی مذہب پر

کاربند ہونے اور اس کی ترویج کا حق ہوگا' اسی طرح ہر مذہبی فرقے کو اپنی عبادت گاہیں بنانے کی سہولت ہوگی۔ مزید یہ کہ تعلیمی اداروں کے اندر بھی نسل' مذہب' سکونت اور ذات پات کی بنیاد پر کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی۔ ملک کے ہر شہری کو قابلیت کے مطابق ملازمت کا حق حاصل ہے۔ جب اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دستور اقلیتوں کو تمام بنیادی حقوق دیتا ہے تو ان سارے تحفظات کے بعد بھی یہ خیال کرنا کہ مذہبی شناخت سے اقلیتوں کے حقوق متاثر ہوں گے سراسر زیادتی کے سوا کچھ نہیں۔ مذہبی اعتبار سے بھی پاکستان میں اقلیتوں کو نہ صرف ایک کھلا ماحول ملا ہے بلکہ ان کی ضرورت سے زیادہ حوصلہ افزائی کی گئی۔ ان کی نشر و اشاعت سال کے بارہ مہینے بلا روک ٹوک جاری رہتی ہے۔ ان کے مشنری ادارے کھلے عام بڑی سرگرمی سے اپنی تبلیغی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کے اضافے سے اقلیتوں کے مفادات پر اچانک آخر کیا افتاد پڑ گئی ہے کہ ہر طرف عجیب ہاہا کار مچادی گئی ہے۔ تا مرگ بھوک ہڑتالیں شروع کردی گئی ہیں۔ جلسے' جلوس اور پر تشدد' مظاہرے جاری ہیں' مولوی اور ملاں کی آڑ میں نہ صرف اسلامی شریعت کا مذاق اڑایا جارہا ہے بلکہ شریعت کو ننگی گالیاں دی جارہی ہیں۔ بعض اقلیتی گروہوں نے اس مسئلے پر جو طوفان اٹھانے کی کوشش کی ہے اس کا سرے سے کوئی جواز ہی نہیں۔ شناختی دستاویزات میں دنیا بھر میں برطانوی دور میں بھی برصغیر میں جو مردم شماری ہوتی رہی ہے ان میں بھی نہ صرف مذہب بلکہ ذات پات اور دوسری چھوٹی چھوٹی تفصیلات تک معلوم کی جاتی تھیں اور آج بھی وطن عزیز میں ملازمتوں کی درخواستوں' تعلیمی اداروں کے مختلف فارموں' پاسپورٹ کی دستاویزات اور بے شمار دیگر ضروریات کی تکمیل میں جب بلا کسی تشویش اور ہچکچاہٹ کے مذہب کو ظاہر کیا جاتا ہے تو محض شناختی کارڈ پر ایک ایسی بات کا ذکر ہوجانے سے جو حقیقتاً" پوری مضبوطی اور استحکام کے ساتھ موجود ہے قوم کس طرح انتشار کا شکار ہوجائے گی۔

پاکستان کے آئین میں ایک مسلمان کی جو تعریف کی گئی ہے اس کے مطابق بھی لازم ہے کہ شناختی کارڈ میں ہر پاکستانی اپنے مذہب کا اعلان کرے۔ اس کی علاوہ جب الیکشن فہرستیں بھی مسلم اور غیر مسلم کی الگ الگ تیار کی جاتی ہیں اور ووٹ کے استعمال کے وقت بھی شناختی کارڈ چیک کئے جاتے ہیں اس کے لئے بھی ضروری تھا کہ قومی شناختی کارڈ میں مذہب کی وضاحت موجود ہو۔ اس طرح مزید مذہبی تشخص واضح ہونے سے اقلیتوں کے حقوق پہلے سے زیادہ محفوظ ہوجائیں گے۔

آج شناختی کارڈ میں مذہب کے خانے کا اضافہ کرکے کسی غیر مسلم سے ہرگز یہ نہیں کہا جارہا کہ تم اپنے مذہب سے دستبردار ہو کر مسلمان بن جاؤ' بلکہ مذہب کے ماننے والے سب گروہوں سے یہ کہا جارہا ہے کہ تم اپنے مذہب' اپنے تشخص اور اپنی شناخت کی حفاظت کرو۔ مسلمان کو مسلمان' عیسائی کو عیسائی' یا پارسی کو پارسی کہنے سے نہیں معلوم کہ ان کے بنیادی حقوق پر کیا زد پڑتی ہے۔ آج ہم دیکھتے ہیں کہ ملک بھر میں ایک مسلسل سی بحث جاری ہے۔ شناختی کارڈ میں مذہبی شناخت کے فیصلے کے بعد جو تحریک شروع ہوئی وہ اب تخریبی رنگ اختیار کرتی جارہی ہے۔ مختلف طبقات اس معاملے کو خوش اسلوبی سے سلجھانے کی بجائے جان بوجھ کر الجھانے کی کوشش کررہے ہیں اور ان کے رویوں سے صاف پتہ چلتا ہے کہ وہ معاملے کی نزاکت اور سیدھے سادھے انتظامی پہلو کو سمجھنے کی بجائے انا اور تعصب کے منہ زور گھوڑوں پر سوار ہو کر اسے زندگی اور موت کا مسئلہ بنائے ہوئے ہیں۔ بعض اقلیتیں اپنے تئیں یہ سمجھے بیٹھی ہیں کہ شناختی کارڈ میں مذہب کے اندراج سے گویا ان کا کوئی پوشیدہ جرم سب کے سامنے آجائے گا' جسے وہ ہر صورت میں دوسروں سے چھپانا چاہتی ہیں۔ اگر ایک مسلمان فخر سے یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ مسلمان ہے تو ایک غیر مسلم کو بھی چاہئے کہ وہ بلا جھجک بتائے کہ وہ مسلمان نہیں ہے۔ اگر کوئی فرد اپنی مذہبی شناخت بتانے سے شرم یا ہچکچاہٹ محسوس کرتا ہے تو اسے اپنے مذہب کو خیرباد کہہ کر اسی مذہب کو اختیار کرلینا چاہئے کہ جس کی وہ آڑ چاہتا ہے۔ برصغیر کے مسلمانوں نے مذہب نہیں چھوڑا اور قربانیوں کی عدیم المثال داستانیں رقم کرکے ہندوستان چھوڑ دیا۔ اسی طرح اگر آج ہندوستان کے اندر مسلمانوں کو یہ آپشن دے دیا جائے کہ وہ اپنی مذہبی شناخت کا اظہار کریں تو وہاں کے مسلمان اس کو نہ صرف دل و جان سے قبول کریں گے بلکہ ان میں خوشی کی ایک لہر دوڑ جائے گی اور پورے ہندوستان میں ایک بھی مسلمان ہندو اکثریت کی آڑ میں چھپنے کی کوشش نہیں کرے گا بلکہ وہ اپنے مذہبی تشخص پر فخر محسوس کرے گا۔

پاکستان میں اکثریت اور اقلیت کے درمیان ہمیشہ مثالی تعلقات رہے ہیں مگر آج ایک چھوٹے سے مسئلے کو بنیاد بنا کر بعض اقلیتی گروہ پر تشدد مظاہروں میں جس طرح دیدہ دلیری سی اکثریت کو للکار رہے ہیں۔ سڑکیں بلاک کرکے عام لوگوں کی گاڑیوں اور دکانوں پر پتھراؤ کررہے ہیں لاٹھیوں' ڈنڈوں اور پٹرول بموں سے حملے کررہے ہیں سرکاری اور قومی املاک کو نقصان پہنچایا جارہا ہے پولیس چوکیوں کو جلایا جارہا ہے یہ خطرناک رجحان فوری طور پر ختم ہونا چاہئے اگر اکثریت نے ردعمل کے طور پر مشتعل ہو کر یہی طریقہ کار اختیار کرلیا تو اس کے نتائج اقلیت کے ساتھ ملک کے لئے بھی انتہائی خوفناک ہوں گے۔

قبولِ رسالت کی ذمہ داری

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پر عقیدہ توحید کے ساتھ ایمان لانا اور اس کی خالص توحید بھری عبادت کرنا فرض ہے۔ اسی طرح اللہ کے رسول برحق جناب خاتم النبیین رحمت للعالمین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانا۔ اور ان کی غیر مشروط اطاعت کرنا فرض ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام فرائض الٰہی اور احکام خداوندی کی تعمیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کے مطابق کرنی چاہیئے۔ جس طرح رحمتِ عالم نے قرآن پر عمل کیا ہے۔ امت بھی اسی طرح عمل کرے۔ قبولِ رسالت کی ذمہ داری اسی صورت میں پوری ہوگی۔ جب ہم اسوۂ فخر الورٰی کے نور میں گام فرسا ہونگے، سنت کی روشنی میں تمام اعمال بجالائینگے۔ پھر جو عمل بھی سنت کے مطابق ہوگا۔ اللہ قبول فرمائے گا۔ اور جو سنت کے مطابق نہ ہوگا اس کا کوئی وزن نہ ہوگا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ ۝ (پ ع ۸)

حکم مانو اللہ تعالیٰ کا۔ اور فرمانبرداری کرو رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کی۔ اور (غیر مسنون طریق پر چل کر) اپنے عملوں کو ضائع نہ کرلو۔

معلوم ہوا۔ کہ جو عمل سنت کی روشنی میں نہ ہو۔ جس عمل پر مہر محمدی نہ لگی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ قبول ہی نہ کرے گا وہ ضائع اور برباد جائے گا۔ تو خوب یاد رکھیں کہ جس طرح عبادت بغیر شرک کے کرنی چاہیئے۔ ایسے ہی ہر عبادت سنت کے مطابق کرنی چاہیئے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست اگر باو نرسیدی، تمام بولہبی است!!!!

محمد اسماعیل شجاع آبادی۔ لاہور

آخری قسط

تحریک ختم نبوت منزل بہ منزل

مقررین میں مولانا صاحبزادہ فضل الرحمان' حاجی محمد اسلم کھوکھلا' ایم۔ این اے' مولانا حافظ عبد القادر روپڑی (اہل حدیث)' مولانا سید عبد القادر آزاد' مولانا عبد الرحمان جامعہ اشرفیہ لاہور' مولانا محمد لقمان علی پوری' سید ریاض الحسن گیلانی ایڈوکیٹ لیگل ایڈوائزر' وفاقی شریعت کورٹ' مولانا منظور احمد چنیوٹی' مولانا اللہ وسایا' صاحبزادہ سید افتخار الحسن شاہ' علی غضنفر کراروی' آغا مرتضیٰ پویا' مفتی غلام مصطفیٰ رضوی ملتان' مولانا سید محمد اشرف ہمدانی' مولانا زاہد الراشدی' قاری نور الحق قریشی ایڈوکیٹ' مولانا فضل الرحمان سلانوالی' مولانا عبد الرحیم اشعر' مولانا محمد عبد اللہ اسلام آباد' صاحبزادہ طارق محمود فیصل آباد' محمد اسماعیل شجاع آبادی' قاضی اللہ یار خان' مولانا نور الحق نور پشاور' مولانا احمد میاں حمادی ٹنڈو آدم سندھ اور دیگر علماء کرام نے خطاب کیا۔

کانفرنس میں مرکزی مجلس عمل کے مطالبات پر مشتمل کئی ایک قراردادیں پیش کی گئیں جنہیں حاضرین نے بالاتفاق منظور کیا۔

○ ربوہ کانفرنس سے قبل مورخہ ۱۸ اکتوبر کو "غازی بازی" ضلع مانسہرہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس سے علامہ عبد الرحیم اشعر مد ظلہ' مولانا نذیر احمد بلوچ' مولانا قاری سید عبد الکریم شاہ" ڈیرہ غازی خان۔ قاری محمد یونس' راولپنڈی' نے خطاب کیا۔ دوسرا اجلاس جامع مسجد بازی میرا میں منعقد ہوا جس سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کے علاوہ صوبہ سرحد کے مختلف اضلاع کے علماء کرام نے خطاب فرمایا۔

تنظیم تحفظ ختم نبوت طلباء کا قیام

اگرچہ تنظیم کا قیام تو کاروان بخاریؒ کے حدی خواں مجاہد ختم نبوت مولانا تاج محمودؒ کے ایماء پر مورخہ ۱۹ جنوری ۱۹۷۶ء کو عمل میں لایا گیا اور تنظیم پنجاب میڈیکل کالج میں فیصل آباد میں جوش وجذبہ سے سرگرم عمل رہی لیکن اسے ملکی سطح پر مورخہ ۲۵ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک آل پاکستان ختم نبوت کانفرنس ربوہ کے موقعہ پر تشکیل کی گئی۔ اجلاس حافظ محمد اسلم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اجلاس میں مختلف علاقوں سے آئے ہوئے طالب علم رہنماؤں نے خطاب کیا۔ تنظیم کی ضرورت' اہمیت' غرض وغایت پر سیر حاصل لیکچر ہوئے۔ اجلاس میں مندرجہ ذیل عہدہ داروں کی تشکیل کی گئی۔

سرپرست۔ حضرت اقدس مولانا خان محمد صاحب' صاحبزادہ طارق محمود' ڈاکٹر صولت نواز۔

مرکزی صدر۔ ڈاکٹر حافظ محمد اسلم۔ پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد۔

جنرل سیکرٹری۔ احمد علی ربوہ۔

سیکرٹری نشرواشاعت۔ محمد ندیم۔ گورنمنٹ کالج گوجرہ۔

خزانچی۔ عبد الرشید

صوبائی عہدیداران۔ صوبہ سندھ.... صدر۔ عطاء المحسن' جی ایم سید ہاسٹل جامشورو یونیورسٹی سندھ۔

سرحد۔ غلام اکبر ثاقب ترین' تونسہ شریف۔

بلوچستان میں تنظیم پہلے سے قائم ہے۔ پنجاب کے مختلف اضلاع کے لئے کنوینر مقرر کئے گئے۔

فیصلہ جات

۱۔ تنظیم کا مستقل دفتر فیصل آباد میں ہوگا۔

۲۔ ہفت روزہ ختم نبوت' لولاک تنظیم کی خبریں شائع کرنے میں تعاون کریں گے۔

۳۔ آئندہ اجلاس میں جنوری ۱۹۸۶ء میں فیصل آباد میں ہوگا۔

۴۔ تمام صوبائی وڈویژنل صدور اپنے اپنے علاقوں کے تعلیمی اداروں میں شاخیں قائم کریں گے۔

۵۔ لٹریچر مرکز سے حاصل کرکے کثیر تعداد میں تقسیم کیا جائے گا۔

۶۔ عہدہ داران کا وفد حضرت الامیر مد ظلہ سے ملا اور سرپرستی کی درخواست کی جسے حضرت نے قبول فرمالیا۔

آٹھویں ترمیمی بل میں وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط کا خاتمہ

جنرل محمد ضیاء الحق کی طرف سے غیر جماعتی انتخاب کے نتیجہ میں معرض وجود میں آنے والی قومی اسمبلی سے آئین پاکستان میں آٹھویں ترمیم منظور کرلی جس میں ۱۹۷۳ء کے آئین میں بعض اسلامی دفعات کی منسوخی اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وزیر اعظم کے لئے مسلمان ہونے کی شرط ختم کردی گئی۔

اس ترمیم میں قادیانیوں اور دیگر دشمن اسلام طاقتوں کو فائدہ پہنچنے کا زبردست اندیشہ ہے۔ اس ترمیم سے مسلم لیگی حکومت کے بلند وبانگ اسلامی دعووں کی قلعی کھل گئی ہے۔ اس ترمیمی بل کی منظوری کے بعد پاکستان اسلامی مملکت نہ رہے گا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی اور صوبائی سطح کے رہنماؤں نے اس ترمیمی بل پر زبردست احتجاج کیا اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ یہ ترمیمی بل واپس لے کر ختم نبوت دوستی کا ثبوت دیا جائے۔

○ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے زیر اہتمام تین روزہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں ملک بھر کے مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے خطاب کیا۔ کانفرنس کے آخری اجلاس میں آئین پاکستان ۱۹۷۳ء کی بحالی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور ایک قرارداد کے ذریعہ بھی مطالبہ کیا گیا کہ پاکستان کے سب سے پہلے وزیر اعظم قائد ملت لیاقت علی خان کے قتل کی از سر نو تفتیش کی جائے۔ اور بیگم رعنا لیاقت علی خان سمیت سرکردہ قادیانی لیڈروں کو شامل تفتیش کیا جائے۔ بیگم لیاقت کی علی الاعلان قادیانیوں کی طرف داری کرنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بیگم صاحبہ قائد ملت کے قتل میں شریک ہیں۔

ایک اور قرارداد کے ذریعہ مطالبہ کیا گیا کہ آئین

پاکستان میں وزیر اعظم کے مسلمان ہونے کی شرط بحال کی جائے۔

قادیانیوں کی طرح ذکریوں کو بھی غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

قادیانی کوئٹہ میں عبادت گاہ جو مسجد کے طرز پر بنائی گئی ہے اسے مسلمانوں کی تحویل میں دیا جائے اور شعائر اللہ کی توہین کے مرتکب قادیانیوں کو سزا دی جائے۔ کانفرنس میں اس بات پر تشویش کا اظہار کیا گیا کہ قادیانی بریلوی' دیوبندی' مقلد و غیر مقلد اختلافات کو خوبصورت الفاظ میں ڈھال کر بہترین کتابت و طباعت کے ساتھ تقسیم کر رہے ہیں۔ اس پر پابندی عائد کی جائے اور طابع و ناشر اور مولف کو سزا دی جائے۔

کانفرنس کے آخری اجلاس کی صدارت مولانا منیر الدین نے کی۔ لولاک ۲۲ر نومبر

اسلام آباد میں چوتھی دو روزہ ختم نبوت و سیرت النبی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں عالم اسلام کے بہت سے ممالک سے اسلامی اسکالر اور ممتاز علماء کرام شریک ہوئے۔ کانفرنس کے اختتام پر کئی ایک قراردادیں منظور کی گئیں جن میں سے ایک قرارداد قادیانیوں سے متعلق بھی تھی۔ اسلامی ممالک میں عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے موثر اقدامات پر زور دیا گیا اور قادیانیوں و بہائیوں سمیت تمام ملحدانہ تحریکوں کے پیروکاروں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ کیا گیا۔ کانفرنس میں عرب مندوبین نے کھل کر قادیانی تحریک کو عالم اسلام کے لئے ایک عظیم خطرہ قرار دیا اور اس کی ارتدادی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے موثر اقدامات کا مطالبہ کیا۔ وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو نے بھی قادیانی تحریک کو ملک و ملت کے خطرناک قرار دیا۔

○ کل پاکستان وکلاء کونشن میں جناب محمد اسماعیل چودھری ایڈوکیٹ نے کہا ہے کہ ہائی کورٹ بار نے اس کونشن میں ایک خاص کمپنی (شیزان) کے مشروبات کو مقبول بنانے کے لئے ایک فورم مہیا کیا گیا ہے انہوں نے کہا کہ کونشن میں اس فرم کے بینروں سے یہ تاثر ملتا ہے کہ قادیانی ہائی کورٹ بار ایسوسی ایشن کو متاثر کر رہے ہیں کیونکہ اس بیوریج کمپنی کے مالک قادیانی ہیں۔ جو سراسر ایک عظیم بار کی روایات کے منافی ہے۔ انہوں نے کونشن شروع ہونے سے پہلے بار ایسوسی ایشن کے صدر سے بھی ملاقات کی نیز چوہدری محمد اسماعیل ایڈوکیٹ کے احتجاج پر کچھ وکلاء نے فرقہ پرستی مردہ باد کے نعرے بھی لگائے اور بار کے صدر ملک سعید حسن نے جوش خطابت میں یہاں تک کہہ دیا "اگر کسی قادیانی پر ہاتھ ڈالا گیا تو اس کے دفاع میں جان تک دے دیں گے"۔ سعید حسن ملک اور ان کے رفقاء کی قادیانیت نوازی قابل نفرت ہے اور چوہدری محمد اسماعیل ایڈوکیٹ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

○ تحریک استقلال کے چیئرمین اصغر خان نے مارشل لاء دور میں طویل نظربندی کے دوران ایک کتاب بنام "مملکت' سیاست اور اسلام" تصنیف کی جس کی تقریب رونمائی لندن میں ہوئی۔ اس تقریب میں قادیانی بھی بڑی تعداد میں شریک ہوئے جناب اصغر خان بطور خاص لندن تشریف لے گئے۔ نہ صرف تقریب میں شرکت کی بلکہ تقریر بھی کروائی۔ سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ ایک سوال کے جواب میں مذکور نے کہا ہم مذہبی معاملات میں مملکت کی عدم مداخلت کے حق میں ہیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ مذہب فرد کا ذاتی مسئلہ ہے اس کا کیا عقیدہ ہے کیا فرق ہے اس کے مذہبی خیالات کیا ہیں۔ یہ سب کچھ فرد کا ذاتی مسئلہ ہے۔

(جنگ ۵ر اکتوبر)

جناب اصغر خان کی تحریک میں استقلال نہیں۔ قادیانیوں سے متعلق ان کی پوزیشن پہلے بھی مشکوک تھی۔ لیکن کتاب کی تقریب رونمائی میں قادیانیوں کو شریک کرنے اور مذہبی معاملات میں (جہاں اکثریت بھی مسلمانوں کی حکمران اور افسران بھی مسلمان) عدم مداخلت کا تصور پیش کرنے سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ وہ اب ہر طرف سے مایوس ہو کر قادیانیوں سے محبت کی پینگیں بڑھا رہے ہیں۔ ہم جناب اصغر خان سے بصد ادب گذارش کریں گے کہ قادیانی ایک مردہ لاش ہیں جس میں روح نہیں پھونکی جا سکتی اور نہ ہی قادیانی انہیں ایوان اقتدار تک پہنچا سکتے ہیں۔

○ پنجاب پولیس نے ربوہ کے دو قادیانیوں محمود عرف ننھا اور لطیف کو گرفتار کیا ہے جبکہ ان کے دیگر ساتھیوں کی تلاش جاری ہے۔ تفصیلات کے مطابق مولانا اللہ یار ارشد کو ایک کیسٹ خفیہ طریقہ پر دستیاب ہوئی ہے جس میں قادیانیوں نے مولانا منظور احمد چنیوٹی' مولانا اللہ وسایا شاہین ختم نبوت کے قتل کا منصوبہ پیش کیا ہے نیز اس میں صدارتی آرڈی ننس امتناع قادیانیت کی تضحیک کی گئی ہے۔ مذکورہ کیسٹ ایس پی جھنگ' ڈی ایس پی چنیوٹ کو پیش کر دی گئی ہے جس پر پولیس نے یہ کارروائی کی۔

(ختم نبوت کراچی ۲۵ر تا ۳۰ر اکتوبر ۱۹۸۸ء)

○ گورنمنٹ پنجاب نے صدیق آباد (ربوہ) میں منعقد ہونے والے قادیانی تنظیموں خدام الاحمدیہ' انصار اللہ کے اجتماعات پر پابندی عائد کر دی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں نے پابندی کا خیر مقدم کیا کیونکہ وہ صدارتی آرڈی ننس "امتناع قادیانیت" کی رو سے اپنے تبلیغی اجتماعات منعقد نہیں کر سکتے۔

○ وفاقی وزیر خزانہ ڈاکٹر محبوب الحق نے قومی اسمبلی میں قادیانی سرکاری عہدہ داروں کے متعلق ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ "سرکاری عہدے مذہب کی بنیاد پر نہیں بلکہ لیاقت کی بنیاد پر دیئے جاتے ہیں انہوں نے یہ بھی کہا کہ جنیوا میں پاکستان کے قادیانی سفیر کی کارکردگی لائق اطمینان ہے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس بیان کیساتھ بی بی سی لندن کی مندرجہ ذیل خبر بھی ملاحظہ کیجئے۔

اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ذیلی کمیشن نے جس کا تعلق اقلیتوں کے خلاف امتیاز کی روک تھام اور ان کے تحفظ سے ہے پاکستان میں اس کے اقلیتی احمدی فرقے کیساتھ ہونے والے سلوک کی پہلی دفعہ مذمت کی گئی ہے۔ جنیوا میں اس کا اڑتیسواں اجلاس اب ختم ہونے کو ہے۔ اقوام متحدہ کا انسانی حقوق کا کمیشن حکومت پاکستان سے درخواست کرے گا کہ وہ اس قانون کو واپس لے جو بقول اس کے احمدی جماعت کے خلاف امتیازی کارروائی کے مترادف ہے۔

جنیوا سے گارڈن ایڈن کا مراسلہ

قرارداد میں مارشل لاء کے ضابطہ ۲۰ کو منسوخ کرنے کو کہا گیا ہے جسے گذشتہ سال اپریل میں منظور کیا گیا تھا۔ جس کی بناء پر جیسا کہ احمدی دعوی کرتے ہیں ان کے مذہب کی آزادی کا حق مجروح ہوتا ہے بتایا جاتا ہے کہ اس سلسلہ میں وسیع پیمانے پر حمایت حاصل کرنے کی کوشش کی گئی لیکن تین مسلمان ممالک اردن' مراکش اور بنگلہ دیش سے تعلق رکھنے والے انسانی حقوق کے ماہرین نے رائے شماری میں حصہ نہیں لیا اور پاکستان کے حق میں صرف چین اور رومانیہ نے ووٹ دیا۔

پاکستانی حکومت کے پروگرام میں اسلامی نظام کے نفاذ کو بڑی اہمیت حاصل ہے پاکستان میں اس وقت جو قانون رائج ہے اس کی رو سے احمدی اپنی عبادت گاہ کو مسجد قرار نہیں دے سکتے۔ اور نہ ان کو مسلمان مانا جا سکتا ہے۔

اس قرارداد میں جسے بعض ممالک کی حمایت حاصل ہے جن میں برطانیہ اور کینیڈا بھی شامل ہے مارشل لاء کے ضابطہ ۲۰ پر سخت تشویش کا اظہار کیا گیا ہے اور اسے آزادی فکر' آزادی اظہار ضمیر اور مذہب کی آزادی کے خلاف قرار دیا گیا ہے۔ قرارداد میں اندیشہ ظاہر کیا گیا ہے کہ پاکستان سے بڑی تعداد میں احمدیوں کے ملک چھوڑ کر چلے جانے کا ڈر ہے۔

انسانی حقوق کے بارے میں اقوام متحدہ کا کمیشن اب کہے گا کہ وہ اس ضابطہ کو منسوخ کر دے اور اپنے تمام شہریوں کے بنیادی حقوق بحال کر دے جس کو آرڈی ننس کی وجہ سے خطرہ لاحق ہے۔ اس بات کو جنیوا میں احمدیوں کی کامیابی سمجھا جا رہا ہے۔ ذیلی کمیشن کے سامنے ان شہادتوں نے یہ قرارداد پیش کرنے والوں کو متاثر کیا ہے۔

یہ بات غور و فکر کے قابل ہے کہ جنیوا میں پاکستان کا سفیر جو بدقسمتی سے قادیانی ہے جس کی وفاقی وزیر خزانہ نے تعریف کرتے ہوئے اس کی کارکردگی کو شاندار اور لائق اعتماد کہا ہے وہ پاکستان کا سفیر نہیں بلکہ مرزائیت کا سفیر ہے' وہ بیرونی دنیا میں پاکستان کو بدنام کرتا اور اس کے آئین و قانون کی دھجیاں بکھیرتا اس کی بہترین کارکردگی ہے تو اس پر اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔

کار طفلاں تمام خواہد شد

قسط نمبر ۱

؎ آشنا ہم نے جسے طرزِ تکلم سے کیا — اس حریفِ بے زباں کی گفتاری بھی تو دیکھ

فرقہ واریت کا الزام اور حقائق

کیا فرقہ واریت آجکی پیداوار ہے؟

فیصل آباد کے ایک جج کی علماء کرام کے خلاف ہرزہ سرائی اور اس کا جواب

تحریر: مولانا ابو یوسف قریشی حضرو، اٹک

بندہ بحمداللہ جامعہ عربیہ اشاعت القرآن حضرو میں تدریسی خدمات سرانجام دیتا ہے۔ جس کے مہتمم حضرت الاستاذ شیخ الحدیث مولانا محمد صابر صاحب دامت برکاتہم ہیں اور نظامت عظمیٰ حضرت الاستاذ شیخ التفسیر حضرت مولانا عبدالسلام صاحب دامت فیوضہم کو تفویض ہے۔ شعبان سے لے کر نصف شوال تک جامعہ کی طرف سے اساتذہ کو ڈھائی ماہ کی تعطیلات ہوتی ہیں۔ لیکن ان تعطیلات میں بھی حرص مطالعہ اور تصنیف و تالیف کے مشغلہ نے اس قدر مشغول اور منہمک رکھا کہ اس سے بینائی متاثر ہوئی خصوصاً" آب چشم کا عارضہ شدید ہوگیا۔ تعطیلات کے بعد تدریس کا مشغلہ مستزاد ہے۔ بوجہ عوارض مختلف قطعاً" اس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ کسی موضوع پر خامہ فرسائی کرسکوں لیکن روزنامہ خبریں ۵ اپریل ۱۹۹۳ء میں جناب فخرالدین صدیقی کے ایک مضمون کی طرف میری توجہ مبذول کرائی گئی۔ پڑھ کر روح تڑپ اٹھی کہ آیا ایک مسلمان کے قلم سے حاملین علوم نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ و السلام کے بارے میں اس قسم کی خرافات و مغلظات صادر ہوسکتی ہیں۔ اس شدید قبیحہ و شنیعہ کی سطر سطر اس بات کی غمازی کررہی ہے کہ صدیقی صاحب کے اندر (علامہ) مشرقی کی روح بول رہی ہے یا وہ یہود و ہنود اور اغیار کی یلغار سے اس قدر مرعوب ہیں کہ ان کے دماغ کی تیلیاں بکھر چکی ہیں اور اسلام کی ہلالی شاخ سے اڑ کر کسی اور شجرہ ملعونہ کے غلط آشیاں ہوچکے ہیں۔ لقب صدیقی ہے۔ لیکن تحریر قاطبۃ صدق کی نقیض ہے بلکہ "تند نام زنگی کافور" کا مصداق ہے چنانچہ علمائے امت کے لئے ان کی ثقافت شعاری اور قلم کی فنکاری بلکہ بے ہودگی کا تواتر و تسلسل ان کے مضمون کے دم توڑنے اور آخری سسکیاں لینے تک قائم رہا چنانچہ آنجناب ایک تمہید طویل کے بعد اپنے خیالات واہیہ کا اظہار بے لگام ان جوا ہرپاشی یا محض سمع خراشی سے کرتے ہیں۔ آج ہمارے علمائے دین اس روشن تعلیم کی بجائے ہر سطح پر اپنی دوکان چلا رہے ہیں اور نقشہ یوں ہے۔

دین کی کیا حالت اس کی بلا جانے

اور جب صدیقی صاحب کے مضمون نے دم توڑا اور آخری ہچکی لی تو علمائے دین کے خلاف یہ زہر افشانی کرکے اپنے خبث باطنی کا اظہار کیا۔

"اور یاد رہے۔ یہ فرقہ واریت کے داعی 'نجیب' اہل مغرب کے مراعات یافتہ ہیں۔ اس لئے ان کی رسی کو دراز نہ کریں بلکہ اب وقت ہے کہ ان کا قافیہ حکمت عملی سے تنگ کردیا جائے۔"

معلوم نہیں کہ صدیقی صاحب "اہل مغرب کے مراعات یافتہ" الفاظ تحریر کرکے دروغ بیانی اور بہتان طرازی کرکے اپنے آپ کو کذب صریح کی دلدل میں دھنسا کے اللہ تعالیٰ کی لعنت کا طوق گلے میں ڈالنے کے لئے کیوں بے قرار نظر آرہے ہیں۔ اگر صدیقی صاحب کے اندر حیاء و شرم اور غیرت کی کوئی ادنیٰ رمق بھی باقی ہے تو وہ بتائیں کہ جن علمائے دین نے بابائے پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح مرحوم 'خصوصاً" حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ" حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ اور حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ وغیرہ کا ساتھ دیا تھا۔ انہوں نے اہل مغضوب سے کون سی مراعات حاصل کیں۔ [illegible] جاگیرداروں نے مراعات حاصل کیں۔ صدیقی صاحب [illegible] کا نام نہیں لیتے کیونکہ وہ ان کی بے ہنگام دولت [illegible] سے خائف نظر آتے ہیں یا پھر صدیقی صاحب انگریز کے کسی کاسہ لیس جاگیردار کی کاسہ لیسی کرکے سعادت مند بیٹا بننے کی کوشش کررہے ہیں۔ معلوم نہیں ان کو مغلظات کے اس ڈھیر پر کتنی آفرینیں' تحسینیں اور شاباشیاں ملی ہیں۔ ورنہ علمائے دین نے ان کا کیا جرم کیا تھا۔ شاید یہی کہ ہمارے والدین ماجدین کا نکاح پڑھایا اور ہم کو ولد الحلال کا سرٹیفکیٹ دیا۔ صدیقی صاحب اسی احسان کی نمک حلالی کا حق ادا کررہے ہیں۔ ہم جناب صدیقی صاحب کی قافیہ تنگی کا یہی جواب دے سکتے ہیں۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

اگر صدیقی صاحب اغیار کی طرف سے عالم اسلام کو بدنام کرنے کے لئے ایک گہری مگر جانی پہچانی سازش کے تحت مسلمانوں پر ان کے "بنیاد پرست' فرقہ پرست" کے الزام سے مرعوب نظر آتے ہیں تو وہ کان کھول کر سن لیں کہ ان کے ایمان کی بنیادیں اپنی جگہ سے سرکتی نظر آرہی ہیں۔ بحمداللہ ہم فخر سے سینہ تان کر برملا اس کا اظہار کرتے ہیں اور ایمان کی حلاوتوں اور دین اسلام کی عالمگیر برکتوں سے سرشار ہو کر کہتے ہیں کہ ہم واقعی "بنیاد پرست" اور "فرقہ پرست" ہیں۔ بلکہ جو اس میں کسی قسم کی جھول یا لچک رکھتا ہے۔ ہم اس کو مسلمان سمجھنے سے ہی رہے۔ اس دعویٰ کی پاداش میں کیوں نہ ہمارے گلے کاٹ دیئے جائیں۔ گردنیں اڑا دی جائیں۔ سر تن سے جدا کردیئے جائیں۔ ہم اس موقف سے سرمو بھی انحراف کرنے کے لئے تیار نہیں۔ ہم اسی طرح تسلسل کے ساتھ انشاء اللہ کفار کے سینہ ہائے پر کینہ پر آتش ایمان کے انگارے ڈالتے رہیں گے۔ مارتے رہیں گے اور اسی طرح شمع اسلام

پروانوں کی طرح گرتے اور مرتے رہیں گے۔

ارادے جن کے پختہ ہوں نظر جن کی خدا پر ہو
طلاطم خیز موجوں سے وہ گھبرایا نہیں کرتے

لیکن جس بنیاد کے ہم پرستار' عاشق زار اور اس کی کشت زعفران کو ہروقت بہار آفریں دیکھنے کے طلبگار ہیں۔ وہ بنیاد و اساس یعنی اسلام کی بنیاد ہے۔ جس کا قرآن مجید نے ان الفاظ میں ذکر فرمایا ہے۔

ان الدین عنداللہ الاسلام

ترجمہ۔ "دین الٰہی برحق اسلام ہے۔"

اور تحدیث" بالنعمت ہم اسی دین کے فرقہ سے تعلق وابستہ رکھتے ہیں۔ ہمارا یہود و ہنود اور نصاریٰ و مجوس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ ہاں صدیقی صاحب کے لئے اونٹ کے حلق میں چھچھوندر ہے۔ نہ باہر نکلے نہ اندر جائے۔ درمیان میں ہی اٹکا رہے۔ کیا ہم صدیقی صاحب سے یہ پوچھنے کی جسارت کرسکتے ہیں کہ آیا وہ مسلمان ہیں' ہندو ہیں' یہودی ہیں' نصرانی ہیں' مجوسی ہیں' قادیانی ہیں یا سکھ ہیں۔ اگر وہ کہیں کہ میں مسلمان ہوں تو ان پر بھی الزام فرقہ واریت لاگو ہوگا اور کوئی ان سے یہ سوال کرسکتا ہے کہ وہ ہندو' سکھ' قادیانی اور یہودی و نصرانی وغیرہ فرقوں سے تعلق کیوں نہیں رکھتے؟ اور اگر وہ یہ کہیں کہ میں مسلمان نہیں ہوں تو ہمیں ان سے کوئی اختلاف نہیں۔

لکم دینکم ولی دین۔

ترجمہ۔ "تمہارا دین تمہیں مبارک' ہمارا دین ہمیں مبارک۔"

الجھا ہے پاؤں یار کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

صدیقی صاحب نے اپنے مضمون کے اخیر' تذییل و تذنیت میں جس خواہش دلی کا اظہار فرمایا ہے۔ صدیقی صاحب اطمینان رکھیں کہ ان کی خواہش کا یہ خواب انشاء اللہ کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا۔ اس قسم کے متعفن خواب دیکھنے والے مٹ جائیں گے' دنیا کے نقشے سے اٹھ جائیں گے' اپنے منطقی انجام کو پہنچ جائیں گے اور کفار کے آشیان ویران پر کہیں ہو کر جہنم رسید ہوجائیں گے۔ لیکن اس خواب پراگندہ' شکستہ و ریختہ اور باطل آشنا کی تعبیر نہیں دیکھ سکتے اور نہ ہی انشاء اللہ دیکھ سکیں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

جناب فخرالدین صاحب سے ہم پوچھتے ہیں کہ یہ صدیقی کی دم آپ نے کب سے لگائی۔ کوئی آپ سے کہہ سکتا ہے کہ آپ فاروقی کیوں نہیں؟ عثمانی کیوں نہیں؟ علوی کیوں نہیں؟ یہ دم ہمارے لئے تو باعث فخر ہے لیکن آپ جیسے تنگ دین اور ملحد و زندیق کے لئے یہ کیسے قابل فخر ہے۔ اس میں تو آپ کی پی۔پی فرقہ واریت کی بو آرہی ہے۔ جو کہ آپ کی فضائے رہبیت کو بے مزہ اور بدبودار کررہی ہے اور۔

اے باد صبا ایں ہمہ آوردہ تست

کا نظارہ پیش کررہی ہے اور آپ کے منہ پر ہی عبرت کا تھپڑ رسید کررہی ہے۔

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں

صدیقی صاحب! یہ فرقہ واریت ایک فطری امر ہے۔ جس کے سامنے آپ دیوار چین کا بھی بند باندھ دیں تو پھر بھی یہ فطری عمل ہر قسم کے بند توڑ کر معرض وجود اور منصہ شہود میں آئے گا۔ ہاں بحیثیت انسان خصوصاً" بحیثیت مسلمان ہمیں پرکھنا اور ٹھونک بجا کر دیکھنا ہوگا کہ ان فرق شتی میں حق اور صراط مستقیم پر کون ہے اور اسلام کی تابندہ و درخشندہ شاہراہ کو چھوڑ کر کفر و شرک الحاد و زندقہ اور باطل و ارتداد کی پگڈنڈیوں پر کون بد بخت اور ازلی بدنصیب چل نکلا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کو یہ صلاحیت بدرجہ اتم بخشی ہے کہ وہ حق و باطل کو پرکھ اور نکھار سکے۔ اس میں فطرت سلیمہ اس کے لئے بہترین مشعل راہ ہے۔

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئے دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو قرآن کے سیپاروں میں

ہمیں تعجب یا تاسف تو اس بات کا ہے کہ "فخرالدین" نام اور "صدیقی" لقب کے باوجود ایک شخص تنگ دین اور صدیقیؓ کی نقیض بن کر اسلام کے مسلمہ حقائق اور لازوال نقوش کو محو کرنے کے لئے کس قدر بے چین' بے کل' بے قرار اور بے تاب نظر آرہا ہے۔

ہم صدیقی صاحب کو مخلصانہ مشورہ دیں گے کہ وہ منافقت اور دوغلہ پن کا پرفریب اور اسلام بیزار قلادہ اتار کر اپنے مخفی حقیقت الحاد کو منظر عام پر لائیں۔ بارڈر کراس کریں اور اڑ کر اپنے آقاؤں کے نشیمن میں جگہ تلاش کریں۔ جنم بھومی آپ کو سینے سے لگانے کے لئے یہ کہہ کر بے تاب ہے کہ "میرا پت کدوں میتوں ملسی۔" یہ مشورہ اس لئے ہے کہ آپ کہیں اس کا مصداق نہ بن جائیں۔

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم
نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

پھر ایک انسان کے لئے یہ حادثہ بھی حادثہ جانکاہ ہے کہ نہ اس کو مردوں میں شمار کیا جائے اور نہ ہی ان کو عورتوں میں۔

مذکر کے لئے He ہے مونث کے لئے She ہے
مگر حضرت مخنث ہیں نہ ہیوں میں نہ شیوں میں

صدیقی صاحب نے کس قدر حقائق کو مسخ کرنے کی نامشکور اور مردود سعی کی ہے۔ ان کی ابتدائی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

"دور نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام اور خلفائے راشدینؓ کے دور میں ان کی پی۔پی فرقہ واریت کا وجود نہیں تھا۔"

صدیقی صاحب سے بعد آداب عرض گذاں ہیں کہ قرآن مجید کی یہ آیت۔

کل حزب بما لدیھم فرحون۔

ترجمہ "سارے فرقے اپنی روش پر خوش ہیں۔"

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور نبوت میں اتری تھی یا کسی اور دور میں۔ اگر پہلی شق کو تسلیم کرلیں تو بنص قرآن آپ کے دور نبوت میں نفس فرقہ بندی کا مادہ آتیں موجود تھا۔ جس سے صدیقی صاحب اس قدر ڈس چکے ہیں کہ ان کی انفرادیت اور تشخص بھی اس زہر ہلاہل سے مردہ ہوچکا ہے اور اگر دوسری شق کو تسلیم کریں تو یہ نفس الامر اور خارج کے خلاف ہے۔ صدیقی صاحب سراپا اس شعر کا نظارہ ہیں۔

دین و دنیا کی دبدا کی رسی کاٹ کر
دھوبی کے کتے رہے نہ گھر کے نہ گھاٹ کے

صدیقی صاحب! وہ کس منش کے لوگ تھے کہ داڑھی تھی۔ نمازی باجماعت تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو حکم دیا۔

لا تصل علی احد منھم مات ابدا۔ ولا تقم علی قبرہ

ترجمہ "نہ ان کی نماز جنازہ پڑھنی ہے اور نہ ہی ان کی قبر پر کھڑا ہونا ہے۔"

صدیقی صاحب یہی کہیں گے نا کہ یہ منافقین کا فرقہ تھا۔ پھر آپ کا دعویٰ عنقا ہوا۔

ہم سے کہا ہے تجدید وفا تو سن لو
اپنا انداز نظر آپ کو بدلنا ہوگا

ہم صدیقی صاحب کے لئے اختصار بلکہ تعقید کے خواہاں ہیں۔ لیکن صدیقی صاحب نے جس موضوع پر قلم اٹھایا ہے اور عدل و انصاف کا خون جس بے رحمی سے کیا ہے۔ ہم جواب میں تفصیل بلکہ اطناب و تطویل پر مجبور و معذور ہیں۔ مبادا کہ عامۃ المسلمین اس زہر افشانی کا شکار ہوجائیں۔

آشیاں کے چند تنکوں کو بچانے کے لئے
برق کی زد میں گلستاں کا گلستاں رکھ دیا

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیاء۔

ترجمہ۔ "اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کے ساتھ قلبی دوستی نہ کرو۔"

اور یہ بھی فرمایا۔

ومن یتولھم منکم فانہ منھم

ترجمہ۔ "جو ان سے قلبی دوستی رکھے گا اس کا شمار انہی میں ہوگا۔"

کیا صدیقی صاحب کے نزدیک یہود' نصاریٰ اور مجوس فرقے نہیں ہیں؟ اور کیا یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

عہد مبارک میں مفقود تھے؟ حالانکہ ہر ایک اپنے سلسلہ جنبانی کی تان حضرات موسیٰ و عیسیٰ و ابراہیم علیہم السلام پر توڑتے تھے۔ صدیقی صاحب کے یہ جملے بھی کس قدر مضحکہ خیز ہیں۔ فرماتے ہیں۔

"قرآن مجید اور حدیث شریف کے مطالعہ سے یہ امر خوب روشن ہے کہ تمام تر اسلامی تعلیمات میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریمؐ نے جہاں بھی اور جس موقع پر بھی خطاب فرمایا ہے۔ وہاں تین ہی انداز خطاب ملتے ہیں۔ اول **یاایہا الناس** دوم **ایہاالمومنون** اور سوم **ایہا المسلمون** اس کے بعد کیا گنجائش باقی ہے کہ امت مسلمہ کے افراد شیعہ، سنی (صدیقی صاحب قادیانی) یا مسلم کا نام نہیں لیتے:

کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

(اگر اس کا بھی نام لے لیتے تو آں موصوف کا کیموفلاژ کریہہ المنظر چہرہ بھی عیاں ہو جاتا تو اچھا تھا)

یا دیگر چھوٹے چھوٹے ناموں سے اپنا تعارف کرائیں، اس تحریر کا ایک جواب تو یہ ہے کہ عزت مآب صدیقی صاحب! آپ نے اسلام میں یہ تین انداز خطاب تو مطالعہ فرمائے۔ لیکن "یک چشم گل" کا کردار ادا کر کے اس انداز خطاب کو کیوں نظر انداز کر دیا **قل یااہل الکتب۔ قل یاایہا الکفرون** یعنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! فرما دیں اے اہل کتب اور اے کافرو۔" اور **یاایہا النبی جاہد الکفار و المنافقین و اغلظ علیہم** یعنی اے نبی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! کافروں اور منافقوں کے خلاف جہاد کریں اور ان سے سختی سے پیش آئیں۔" دوسرا جواب یہ ہے کہ بالفرض والتقدیر تسلیم کر لیا جائے کہ تین ہی انداز خطاب ہیں تو بقول آپ کے ہی اللہ تعالیٰ نے **یاایہا الناس** کا کانا یعنی وحدت انسانیہ بدل کے **یاایہا المسلمون** اور **ایہا المومنون** کیوں فرمایا۔ اس تناظر میں تو آپ کے قول کے مطابق اللہ تعالیٰ بھی فرقہ واریت کے مرتکب ٹھہرے۔ العیاذ باللہ۔ صدیقی صاحب کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ ان کی روشن دماغی نے آسمان کے کہاں کہاں تک کے ستارے توڑ لائے۔ **فیا للعجب**

کس کو باغ میں جانے نہ دیجو
کہ ناحق خون پروانے کا ہو گا

تیسرا جواب یہ ہے کہ صدیقی صاحب آپ کا دعویٰ عام ہے دلیل خاص ہے کیونکہ آپ کی تحریر بے تدبیر سے تو یہ مترشح ہوتا ہے کہ امت وحدہ میں فرقہ واریت زیبا نہیں اور دلیل پیش کی ہے کہ اسلام میں فرقہ واریت نہیں لہٰذا تقریب تام نہیں۔ یعنی دلیل، دعویٰ کے مطابق نہ ہے لہٰذا آپ کا دعویٰ ہی باطل ٹھہرا۔ ہمیں اقرار ہے کہ اسلام دین حق ہے اور صرف وحدت کی نورانی کڑی پر استوار ہے۔ لیکن اہل اسلام میں فرقہ واریت کا نہ ہونا۔ یہ نفس الامر، واقع اور خارج کے خلاف ہے اور یہ صرف اہل اسلام میں نہیں بلکہ دوسرے مذاہب عالم میں بھی ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان فرق شتی میں حق پر گامزن **باالاقرب فالاقرب الی الحق** کون سا فرقہ ہے؟ نفس فرقہ واریت ہی کا انکار **مستعجب** اور فطرتی عمل کے خلاف ہے۔ مقصود احقاق حق اور ابطال باطل ہے اور عقل رسا کی یہ چوٹ تب تو ممکن ہے کہ فرقہ ہائے **مختلفہ** کا نقار خانہ نفس الامر میں موجود ہو۔ اگر سرے سے اس نقار خانہ کا وجود ہی نہیں تو یہ چوٹ بے موقع، بے محل اور بے فائدہ عمل ہے۔ فافہم و تدبر۔

آشنا ہم نے جسے طرز تکلم سے کیا
اس حریف بے زبان کی گفتاری بھی تو دیکھ

جناب صدیقی صاحب! جن قائد اعظمؒ کے "اصول زریں" (اور وہ واقعتاً" ہمارے نزدیک بھی اصول زریں ہیں) کا آپ ڈھنڈورا محض اپنی ذاتی خاتی کے تحفظ کے لئے پیٹ رہے ہیں۔ کیا آپ نے اس قائد "مسلم کا یہ کردار پڑھا یا دیکھا نہیں ہے کہ انہوں نے پاکستان کی پرچم کشائی کا اعزاز مغربی پاکستان میں شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ کو بخشا اور مشرقی پاکستان میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ کو بخشا۔ یہ قائد اعظم کا علمائے دین کے لئے جذبہ احترام و اکرام تھا یا جذبہ کردار کشی و نفرت انگیزی کا۔ پھر آپ کس منہ یا جنوں سے قائد محترمؒ کے اصول زریں کے دعویدار اور بزعم خویش اجارہ دار ہیں اور اس غم میں مرغ بسمل کی طرح تڑپ رہے ہیں۔

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تم کو مگر نہیں آتی

پھر بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی نماز جنازہ بھی حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی نے پڑھائی۔ آپ علمائے ربانیین کی اور بزرگان دین کی عزت دری اور ہتک آمیزی کر کے قائد محترمؒ کی روح کو تڑپا رہے ہیں یا ان کی روح کو سکون و چین پہنچا رہے ہیں؟

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنہ پاکاں کند

جناب صدیقی صاحب! آپ کو اسلام کا مطالعہ مبارک۔ آپ کو آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث یا پیشنگوئی تو ازبر ہوگی کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میری امت میں تہتر فرقے ہوں گے۔ **کلھم فی النار الا واحدة** یعنی سب کے سب جہنم کا ایندھن بنیں گے ماسوائے ایک فرقہ کے۔"

حضرات صحابہ کرامؓ نے عرض کیا۔ وہ ایک طائفہ منصورہ کون ہوگا۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا **ما انا علیہ و اصحابی** یعنی وہ نیک انجام، نیک فرجام فرقہ واحدہ وہ ہوگا۔ جو میرے اور میرے اصحابؓ کے صراط مستقیم پر گامزن اور رواں دواں ہوگا۔"

جناب صدیقی صاحب! آپ تو شیعہ سنی اور چھوٹے چھوٹے فرقوں کی بتائی پر مگرمچھ کے آنسو بہا رہے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یا پیشنگوئی کے مطابق ان تہتر فرقوں کا کیا کریں گے اور ان کو انصاف کی دہلیز پر کس طرح نمٹائیں گے۔ شاید آپ اس کے لئے بھی مصطفیٰ پاشا کے ترکش کا تیر آزمائیں گے؟

آندھیاں اٹھ رہی ہیں مغرب میں
اڑ نہ جائیں خدا کے پروانے

یا اس حدیث کا ہی سرے سے انکار کر دیں گے کہ میرے مزاج عدلیہ کے خلاف ہے۔ نہ وہ بانس نہ بجے بانسری۔

خشت اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

جناب صدیقی صاحب! **بمصداق حدیث شریف الدین النصیحة** یعنی دین سراپا خیر خواہی کا نام ہے۔ آپ کی خدمت میں عرض گزار ہیں کہ آنجناب ان مکاتب و منابر اور دینی درسگاہوں اور جوامع کو غنیمت سمجھیں کہ جہاں اس دور پرفتن میں بھی اسلام کی عبا کا تسلسل قائم ہے اور قال اللہ اور قال الرسول کے مقدس نغموں سے فضائے دہر معطر مشام ہے۔ اگر آپ حکمرانوں کو ترغیب دے کر اسلام کے ان پرانوار محلات کو بھی کھنڈرات میں تبدیل کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں تو یہ آپ کی تخریب ذہنی، کج ادائی، بے راہروی اور خبط سوچ کی انتہا ہے۔ آپ کی یہ خواہش اور تمنا ہے کہ اسلام کی سلامتی، ابلاغ و تبلیغ کے لئے جو کچھ ہو رہا ہے وہ بھی نہ ہو۔ کہاں "فخر الدین" کا مبارک نام اور "صدیقی" کا سنہرا لقب اور کہاں اسلام کے خلاف فتنہ پردازی، دسیسہ کاری، تخریب کاری بلکہ دہشت گردی کا یہ بے ڈھنگا اور بے تکا روپ اور جذبہ ولولہ۔

مانا کہ اس زمین کو نہ گلزار کر سکیں گے ہم
کچھ خار تو کم کر دیں گے گزریں گے جدھر سے ہم

جناب صدیقی صاحب! اگر عہد نبوی **علی صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم** میں شیعہ یا سنی موجود نہیں تھے تو یہ تو آپ کو تسلیم کرنا ہوگا کہ ایسا فرقہ ضرور موجود تھا۔ جس نے عفیفہ کائنات حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کی عصمت و عفت کو تار تار کرنے کی سعی نامراد کی تھی۔ خدائے بزرگ و برتر کا شکر ہے کہ منافقین کی اس حرکت شنیعہ پر عرش بریں بھی حرکت میں آگیا اور سورۃ نور کی وحی جلی کی حق ترجمانی نے حبیبہؐ حبیب خدا، صدیقہؓ بنت صدیقؓ کی برات کر کے ان کی عصمت و عفت اور عظمت و شان کے جھنڈے گاڑ دیئے اور ذلیل، رذیل اور کمینہ منافقین کے ناپاک پروپیگنڈے اور غلیظ و متعفن عزائم خاک میں ملا دیئے۔ جناب صدیقی صاحب کو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے ان ملعون فرقوں کے تناظر میں دیکھنا

ہو گا کہ آج حضرت عائشہؓ صدیقہ کو خاکم بدہن منافقہ' غیر مومنہ اور انگریز میم جیسے غلیظ اور حقارت آمیز لفظوں سے کون یاد کر رہا ہے؟ صدیقی صاحب اسلام کی تاریخ کو لے کر ذرا آگے بڑھیئے کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں زکوٰۃ کا منکر کون فرقہ تھا؟ جن کے خلاف صدیقؓ اکبر نے علم جہاد بلند کرنے کا اعلان کیا۔ فاروق اعظمؓ نے نرمی کا مشورہ دیا تو یہ فرما کر جھنک دیا **اجبار فی الجاہلیۃ و خوار فی الاسلام** یعنی آپ دور جاہلیت میں اتنے جابر اور سخت تھے اور اسلام میں نرم ہو گئے۔ مزید فرمایا۔ **اینقص فی الدین وانا حی** یعنی صدیقؓ زندہ ہو اور وہ دین میں نقصان کو برداشت کرے۔ پھر فرمایا اللہ کی قسم کسی پر ایک اونٹ کے بندھن کی رسی بھی زکوٰۃ میں آتی ہے تو میں وہ بھی بزور شمشیر وصول کرکے بیت المال میں داخل کروں گا۔ جناب صدیقی صاحب! اب ذہن پر ذرا دباؤ ڈالئے اور سوچئے کہ اب زکوٰۃ کا انکار اور نہ دینے کا کون کہہ رہے ہیں؟ جن کی شہہ یا تقلید میں زکوٰۃ سے خلاصی کے لئے کئی نام نہاد سنیوں نے بھی منافقت کا چولا پہن لیا ہے۔

من از بیگانگاں ہرگز نہ نالم
کہ بامن آنچہ کرد آں آشنا کرد

خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد اخیرہ میں نبوت کا دعویٰ کرنے والا کون تھا؟

باقی آئندہ

طب وصحت

ٹانسلز

گلے کے غدود جن کا آپریشن کرانا صحیح نہیں

ڈاکٹر محمد اشفاق صاحب، پروفیسر ہومیوپیتھک کالج گوجرانوالہ

حضرت جابرؓ بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"لا تعذبن حلوق اولاد کن بقسط هندی و ورس فلسعطی اياه(مستدرک الحاکم)

(اے عورتو! اپنے بچوں کے حلقوں کو سوزش سے جلایا نہ کرو جب کہ تمہارے پاس قسط ہندی اور ورس موجود ہیں۔ یہ ان کو چٹا دیا کرو)

یہی روایت الفاظ کے معمولی ردوبدل کے ساتھ دوسری کتابوں میں بھی موجود ہے۔ رسول اکرمؐ نے گلے کٹوانے' گلے دبوانے سے منع فرمایا ہے اور یہی کلیہ بذریعہ آپریشن ٹانسلز کٹوانے پر بھی لاگو ہوتا ہے۔ تجربے نے بھی ثابت کردیا ہے کہ ٹانسلز کٹوا کر کسی بھی قسم کی بیماری سے نجات نہیں ملتی بلکہ بہت سارے مسائل پیدا ہو جاتے ہیں۔

ٹانسلز گلے کے غدودوں کو کہتے ہیں۔ اگر ان غدودوں میں سوزش ہو جائے تو اسے ٹانسلز کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان غدودوں کے ذمہ ہمارے جسم کی چوکیداری سپرد کی ہوئی ہے۔ جب جراثیم جسم میں بیرونی راستے سے داخل ہوں یا خون میں اپنی افزائش کریں تو ان غدودوں سے خارج ہونے والی رطوبات ان جراثیموں کو ہلاک کردیتی ہیں۔ اگر ہم ان چوکیداروں (ٹانسلز) کو سرے سے کٹوا ہی دیں تو ہمارا دفاعی نظام کمزور ہو جائے اور بہت سی ایسی بیماریاں جن کو ٹانسلز خود بخود ختم کرتے رہتے ہیں اور ہمیں خبر تک نہیں ہوتی نمودار ہوتی رہتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم** اس آیت سے یہ معنی بھی اخذ ہوتے ہیں کہ جسم انسانی میں نہ تو کوئی چیز فضول بنائی گئی ہے اور نہ ہی کسی چیز کی کمی ہے۔ اللہ کریم نے جسم انسانی میں ٹانسلز کو بھی کچھ ذمہ داریاں سونپی ہوئی ہیں جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) قد بڑھانا۔

(۲) سمجھنے بوجھنے کی صلاحیت پیدا کرنا۔

(۳) دماغی افعال کو تیز کرنا۔

(۴) عمر میں اضافے کے ساتھ ساتھ ذہنی سوجھ بوجھ میں اضافہ۔

اگر ٹانسلز خراب ہو جائیں یا پھر سرے سے کٹوا ہی دیئے جائیں تو اس کے نتیجہ میں قد بڑھنے کی رفتار سست ہو جائے گی۔ یاد رکھنے کی صلاحیت میں کمی پیدا ہو گی۔

ٹانسلز بہت زیادہ مقدار میں آئسکریم کھانے' ٹھنڈے مشروبات استعمال کرنے' کھٹی اشیاء کھانے اور خاص طور پر وہ کھٹی اشیاء جن میں کھٹاس پیدا کرنے کے لئے ٹارٹارک ایسڈ استعمال کیا گیا ہو۔ ضرورت سے زیادہ اونچی آواز میں بولنے' چیخنے' چلانے' بہت زیادہ مقدار میں میٹھی اشیاء استعمال کرنے کے نتیجہ میں خراب ہوتے ہیں۔ ان میں ورم آجاتا ہے۔ ان میں پیپ پڑ جاتی ہے۔ سوزش اور شدید درد ہوتا ہے لعاب دہن کی بہتات ہوتی ہے' نگلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ ساتھ بخار بھی ہو جاتا ہے۔ عام مشاہدہ میں یہ بات آئی ہے کہ ٹانسلز کی بیماری اسکول جانے والے بچوں کو زیادہ ہوتی ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ بچے اپنے جیب خرچ کو کھٹی' ٹھنڈی' سکرین والی اور تلی والی اشیاء خریدنے پر خرچ کردیتے ہیں۔

اس ضمن میں والدین کو چاہئے کہ وہ بچوں کو جیب خرچ نہ دینے کی عادت ڈالیں۔ دوسرے تعلیمی اداروں کے انچارج صاحبان کا فرض بنتا ہے کہ وہ اپنے اسکول کی حدود میں اشیاء بیچنے والوں کی کڑی نگرانی کریں۔ اگر وہ غیر معیاری ٹارٹارک ایسڈ والی' سکرین والی اشیاء بیچنے پر اصرار کریں تو ان کو اسکول کی حدود میں اشیاء بیچنے سے منع کردیں۔ میرے خیال کے مطابق اگر مذکورہ بالا طریقہ سے اساتذہ کرام اور والدین تعاون کرکے اس مرض کے خلاف جہاد کریں تو ہم ۱۰۰% اس بیماری کو اپنے وطن سے ختم کرسکتے ہیں۔ اسی طرح والدین اور اساتذہ کا فرض بنتا ہے کہ وہ بچوں کو چیخنے' چلانے' اونچی آواز میں رونے سے منع کریں۔

اگر بدقسمتی سے یہ بیماری پیدا ہو جائے تو اس کا علاج بذریعہ اینٹی بائیوٹک ادویات یا بذریعہ آپریشن کروانے سے پرہیز کریں۔ اللہ کے فضل و کرم سے ہومیوپیتھک طریقہ علاج سے ٹانسلز کٹوانے کی ضرورت نہیں رہتی۔ اگر علامات کے مطابق کسی مستند معالج سے علاج کروایا جائے تو بغیر آپریشن کرائے ٹانسلز کی تکلیف نہ صرف دور ہو جاتی ہے بلکہ ہومیو ادویات جسم انسانی میں موجود دفاعی قوت کو اس قدر مضبوط کردیتی ہیں کہ وہ جراثیم اور وائرس کا قلع قمع کردے۔ کچھ ادویات مع علامات درج ذیل ہیں۔

(۱) ایکونائٹ ۳۰۔ ٹانسلز کی ابتدائی حالت میں انتہائی موثر دوائی ہے۔

(۲) بیلاڈونا ۳۰۔ جب ٹانسلز سوجے ہوئے ہوں۔ ان میں سرخی ہو نگلنے میں دقت ہو اور درد گلے سے کانوں تک جائے۔

(۳) فائٹولیکا ۳۰۔ نگلتے وقت تکلیف ہو۔ حلق میں خشکی' جلن' رطوبت حلق میں گرے۔

(۴) ھیپر سلف ۳۰۔ حلق میں کانٹا چبھنے کی سی درد ہو۔

(۵) ایپس میلیفکا ۳۰۔ گلے میں ڈنگ مارنے جیسا درد۔ کوالنک جائے۔ ٹھنڈ سے آرام آتا ہو۔

(۶) براٹکا کارب ۳۰۔ پرانے بڑھے ہوئے ٹانسلز میں یہ دوائی مجرب دوائی ہے۔ اس دوائی کے استعمال سے نہ صرف بڑھے ہوئے پرانے سے پرانے ٹانسلز درست ہو جاتے ہیں بلکہ قد میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ذہنی صلاحیتوں کو اجاگر کرنے میں بھی مدد دیتی ہے۔

اگر منفردی علامات کے مطابق دوائی کا انتخاب نہ کرسکتا ہو تو سپریم کیپلیکس نمبر۱۸ بڑوں کو ۱۰ قطرے صبح' دوپہر' شام اور بچوں کو پانچ قطرے صبح' دوپہر' شام استعمال کرائیں۔ عرصہ تین ماہ میں انشاء اللہ ٹانسلز کی ہر طرح کی تکلیف درست ہو جائے گی۔

A QUESTION TO ALL MUSLIM BRETHREN

Do you want: Your money should be spent on making Muslims into Apostates?

Certainly your answer will be: No.

But you are! Unintentionally, unknowingly.

How: In this way that some of you t··usact business with Qadianis. You purchase and use their products. You deal with them commercially and don't realise the harm you are doing to Islam.

Do you know: A large part of the profit, accruing to Qadianis from your deals is deposited by them in their apostatic Centre at Rabwah.

What work this Centre does: It makes unwary Muslims into Kafirs and Apostates.

Alas: Your money is used against your very Deen and you are unaware.

Realise: You are contributing towards apostacising Muslims because you buy, sell, and use the products manufactured by Qadianis.

Mark:

It's your money that is spent on Qadiani apostatic activities.

It's your money that is letting Qadianis print their literature.

It's your money that is abetting publication of Qadianis' distorted translations of Quran.

It's your money that is supporting Qadiani Rabwah Centre.

It's your money that is helping Qadiani preachers to preach Kufr in the world.

It's your money which is spent by Qadianis in spread of their heresy.

Q'SAVIOURS OF DEEN-E-ISLAM

Rally round the banner of your Prophet Muhammad Rasool Allah Sallal-Lah-o-Alaihe-Wa-Sallam.

Boycott all Qadiani products; don't deal in them, don't buy them, don't use them.

Cut them out at social, commercial, economic levels.

Don't attend their functions, marriages, funerals etc.

Be hostile, you, your friends and your relatives towards these enemies of your Deen for sake of Allah.

See through the fraud of these self-styled "Ahmadis".

Identify them as Kafirs, Apostates and Dualist-infidels.

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

آٹھویں عالمی سالانہ ختم نبوت کانفرنس

بمقام
جامع مسجد برمنگھم
بیگیریوڈ ۱۸ برمنگھم

مورخہ یکم اگست ۱۹۹۳ء بروز اتوار صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
(الحدیث)

زیر سرپرستی
شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی
امیر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسی علیہ السلام • مسئلہ جہاد • قادیانیت کے عقائد و عزائم ○ مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی — کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دینگے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو ۹-۹ ایچ زیڈ یو کے فون 071-737-8199

KHATIME NUBUWWAT (AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)
Registered No. M-160